THE BADR WEEKLY
QADIAN-143516

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

Regd. No. P/GDP- 23
Phone No 35.

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شبیہِ مُبارک سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔ جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پُرعظمت پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مطابق ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو تولد ہوتے اور ایک طویل عُمر پاکر اپنے پُرشوکت کارناموں کو انجام دیتے ہُوئے علُومِ ظاہری وباطنی کے ایسے خوشنما خزانے اُنڈیل گئے ہیں کہ مخلوقِ خدا ان بیش قیمت خزانوں سے قیامت تک اِستفادہ کرتی رہے گی ؎

اِک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
مِلّت کے اِس فدائی پہ رحمت خُدا کرے

(کلامِ محمودؓ) (ایڈیٹر)

خصوصی اِشاعت

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان کا تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ترجمان

مُصلح موعودؓ نمبر

ادارۂ تحریر

ایڈیٹر:۔ عبد الحق فضل
نائب:۔ قریشی محمد فضل اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

اداریہ

حسین یادیں

صوبہ بہار کی جماعتوں کا پہلا تبلیغی و تربیتی دورہ بحیثیت مبلغ سلسلہ خاکسار نے آج سے ۲۱ سال قبل کیا تھا اس وقت پاکوڑ میں ایک ہی نئے اور پُرجوش احمدی مکرم عبد المجید صاحب تھے۔ وہاں کے ایک مدرسہ کے مہتمم صاحب ان سے باصرار مطالبہ کر رہے تھے کہ آپ کسی احمدی عالم کو بلوائیں وہ ان سے مباحثہ کریں گے چنانچہ بذریعہ خط و کتابت تاریخ مقرر کر کے ان کو واضح طور پر بتا دیا گیا تھا کہ وہ اس روز بستی سے باہر نہ جائیں۔ خاکسار حسب پروگرام جب "پاکوڑ" پہنچا تو وہ مہتمم صاحب اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ تھوڑی دیر بعد ملاقات کئے بغیر بستی چھوڑ کر باہر چلے گئے اور گھر میں کہہ گئے کہ ایک ماہ کے لئے دورہ پر جا رہا ہوں۔

بستی والوں نے بھی ان کی راہ فرار اختیار کرنے کی حرکت کو بہت محسوس کیا۔ بڑے پیمانے پر جلسہ ہوا تین چار روز وہاں خاکسار کا قیام رہا۔ تبلیغ کے لئے اچھے مواقع پیش آئے بعدہ مکرم عبد المجید صاحب کے متعدد حقیقی بھائیوں اور بعض دوسرے افراد نے احمدیت کو قبول کیا اور جماعت قائم کی گئی۔ مکرم عبد المجید صاحب کو عرصہ ہوا وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ ان کے بچے اور خاندان کے دوسرے افراد وہاں احمدی ہیں۔ اسی دورہ کا ایک حسین واقعہ ہے کہ ایک دن بعد نماز عشاء وہاں ایک پنڈت جی تشریف لائے رسمی تعارف کے بعد مکرم عبد المجید صاحب نے بتایا کہ یہ پنڈت جی آریہ سماجی ہیں لیکن اندر سے احمدی ہیں خاکسار نے تعجب سے دریافت کیا کہ وہ کیسے؟ آپ نے پنڈت جی کو مخاطب کر کے کہا کہ اب میں آپ کا قصہ سنانے لگا ہوں اگر کسی جگہ آپ کو اعتراض ہو تو فوراً ٹوک کر بتا دینا۔

مکرم عبد المجید صاحب نے بیان کیا کہ دوسری جنگ عظیم کے موقعہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی متعدد پیشگوئیاں پوری ہو رہی تھیں حضور انور کی یہ پیشگوئی بھی تھی کہ "اتحادی جیتیں گے اور محوری طاقتیں شکست کھا جائیں گی"۔ (المبشرات صفحہ ۲۵۶)

یہ پیشگوئی جب میں نے لوگوں کے سامنے پیش کی تو پنڈت جی نے بڑی سختی سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا اگر آپ کے مرزا صاحب کی یہ پیشگوئی سچی ثابت ہو جائے تو میں چوٹی کٹوا کر اسلام کو قبول کر لوں گا اور یہ بات لکھ کر بھی دے دی۔ اس وقت جرمنی ایک ملک کے بعد دوسرا ملک فتح کر کے بڑی تیزی سے آگے بڑھ رہا تھا اور جب اس نے لندن پر بھی بمبارمنٹ کی اور دوسری طرف جاپان بھی تباہی مچاتے ہوئے آگے بڑھا اور اس نے کلکتہ پر بھی بمبارمنٹ کر دی تو پنڈت جی اور ان کے ساتھیوں نے دباؤ ڈالا اور کہا کہ اب تو آپ کو مان لینا چاہیئے کہ آپ کے مرزا صاحب کی پیشگوئی غلط نکلی۔ اس پر مکرم عبد المجید صاحب نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ ابھی تو جنگ جاری ہے۔ جنگ ختم ہونے پر سب حقیقت سامنے آ جائیگی۔ آپ لوگ جلدی کیوں کرتے ہیں۔

چنانچہ ۱۹۴۵ء میں پیشگوئی کے مطابق جب جرمنی نے ہتھیار ڈالدیئے اور جاپان کے شہروں ناگاساکی اور ہیروشیما پر ایٹم بم گرائے گئے تو لڑائی ختم ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق فتح اتحادیوں کو ہوئی تب یہاں سب لوگ دنگ رہ گئے۔

مکرم عبد المجید صاحب نے بتایا اس کے بعد تین دن تک یہ پنڈت جی ایسے روپوش ہوئے کہ کہیں دکھائی ہی نہیں دیتے تھے۔ چوتھے روز رات کے بارہ بجے میرے مکان کی زنجیر کھٹکھٹائی اور اندر آ کر معذرت کی اور کہا کہ واقعی غیر معمولی حالات میں آپ کے مرزا صاحب کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ لیکن میرے حالات یہ ہیں کہ چھوٹے چھوٹے میرے بچے ہیں اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو یہاں کے ہندو میری بوٹی بوٹی نوچ ڈالیں گے۔ لہٰذا میں مانتا ہوں کہ احمدیت سچی ہے اور آئندہ کے لئے اقرار کرتا ہوں کہ نہ صرف یہ کہ کبھی احمدیت کی مخالفت نہیں کروں گا بلکہ احمدیت کے حق میں دلائل پیش کیا کروں گا۔ اور یہ اب تک ایسا ہی کرتے ہیں۔ محترم پنڈت جی نے مسکراتے ہوئے ان حقائق کا اعتراف کیا اس کے بعد متعدد مرتبہ خاکسار کو پاکوڑ جانے کا اتفاق ہوا محترم پنڈت جی ہمیشہ بڑے احترام خلوص اور محبت سے پیش آتے اور غیر احمدیوں کو احمدیت کے حق میں دلائل دے کر خاموش کر دیتے تھے بستی کے سرکردہ آدمی تھے ایم ایل اے کا الیکشن بھی لڑا کرتے تھے۔

پس سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا یہ پرعظمت روحانی مقام ہے

اے فضلِ عمر تیرے اوصافِ کریمانہ
بتلا ہی نہیں سکتا میرا فکرِ سخندانہ

عبد الحق فضل

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ

احباب کرام دل و جان سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے تواتر سے دعائیں جاری رکھیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان

مصلح موعودؓ نمبر

بابت

۲۸ رجب ۱۴۱۱ ہجری

۱۴ تبلیغ ۱۳۷۰ ہش

۱۴ فروری ۱۹۹۱ء

جلد: ۴۰ — شمارہ: ۷

شرحِ چندہ

سالانہ	۷۵/- روپے
ششماہی	۳۷,۵۰ روپے
ممالک غیر بذریعہ بحری ڈاک	۲۵۰/- روپے
فی پرچہ	۱,۵۰ روپے
خاص نمبر	۴/- روپے

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

:- پروپرائیٹر :-

نگران بورڈ بدر قادیان

"نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا"

پیشگوئی دربارہ مُصلح موعُود

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو عطا ہونے والا قدرت، رحمت اور قربت کا روشن نشان

سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدیٔ معہود علیہ السلام "مصلح موعود" کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"خدائے رحیم و کریم نے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے (جَلَّ شَانُہٗ وَعَزَّ اِسْمُہٗ) مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کرکے فرمایا کہ مَیں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تُو نے مجھ سے مانگا۔ سو مَیں نے تیری تضرّعات کو سُنا اور تیری دُعاؤں کو بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا ہے) تیرے لئے مُبارک کر دیا۔ سو قُدرت اور رحمت اور قُربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اَے مُظفّر تجھ پر سلام۔ خُدا نے یہ کہا تا وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور دینِ اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ مَیں قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خُدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اُس کی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمّد مصطفٰے ؐ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، ایک کُھلی نشانی ملے۔ اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔ سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذُرّیت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مُقدّس رُوح دی گئی ہے۔ اور وہ رِجس سے پاک ہے۔ وہ نُور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔ اُس کے ساتھ فضل ہے جو اُس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوّری نے اُسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم۔ اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا (اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا مُوجب ہوگا۔

نُور آتا ہے نُور جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔
ہم اُس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔ خُدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا۔
وہ جلد جلد بڑھے گا اور اَسیروں کی رُستگاری کا مُوجب ہوگا۔
اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اُس سے برکت پائیں گی۔
تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا "

(از اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء صفحہ ۳)

پیشگوئی مصلح موعودؓ کی عظمت و شوکت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے آئینہ میں!

• ۔ " مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظرِ یکجائی دیکھا جائے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے جس کے نشانِ الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا۔ اور اگر شک ہو تو اِس قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے۔ اِس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے۔ جس کو خدائے کریم جل شانہٗ نے ہمارے نبیٔ کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ ایک مُردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اکمل و افضل و اہم ہے۔"

• ۔ " بفضلہٖ تعالےٰ و احسان و ببرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، خداوند کریم نے اِس عاجز کی دُعا کو قبول کر کے ایسی رُوح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاءِ موتیٰ کے برابر معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہ نشان مُردوں کو زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے۔ مُردہ کی بھی رُوح ہی دُعا سے واپس آتی ہے اور اِس جگہ بھی دُعا سے ایک رُوح ہی منگوائی گئی ہے مگر اِن رُوحوں اور اس رُوح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵)

• ۔ " جن صفاتِ خاصّہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو نَو۹ برس سے بھی دو چند ہوتی اُس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا۔ بلکہ صریح دلی انصاف ہر ایک انسان کی شہادت دیتا ہے کہ ایسی عالی درجہ کی خبر جو ایسے خاص اور اخص آدمی کے تولّد پر مشتمل ہے، انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دُعا کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بے شک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے۔ نہ یہ کہ صرف پیشگوئی ہے۔" (ایضاً صفحہ ۱۱۷)

• ۔ " وہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں پر اُس کے وعدوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔" (سبز اشتہار)

• ۔ " مَیں جانتا ہوں اور محکم یقین سے جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق مجھ سے معاملہ کرے گا۔ اور اگر ابھی اِس موعود لڑکے کے پیدا ہونے کا وقت نہیں آیا تو دُوسرے وقت میں ظہور پذیر ہوگا اور اگر مدّتِ مقررہ سے ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدائے عزّ و جل اُس دن کو ختم نہیں کرے گا جب تک اپنے وعدہ کو پُورا نہ کرے۔" (اشتہار تکمیل تبلیغ مؤرخہ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء)

• ۔ بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا ⁘ جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دُور اس مہ سے اندھیرا ⁘ دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی ⁘ فَسُبْحَانَ الَّذِی اَخْزَی الْاَعَادِی

(دُرِّثمین)

زبور اور قرآن کریم کی عظیم الشان پیشگوئی جو بالآخر مسلمانوں کے حق میں پوری ہونے والی ہے

قرآن کریم کی آیت وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔

(الانبیاء آیت ۱۰۶)

کی تفسیر کرتے ہوئے سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ نے اپنی معرکۃ الآراء تفسیر القرآن الموسوم بہ "تفسیر کبیر" میں آج سے بتیس سال قبل نہایت زبردست دلائل سے ثابت کیا ہے کہ مخالف حالات کے باوجود بالآخر ارض مقدس پر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوگی۔ آج امریکہ عراق جنگ میں بے شک مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ مگر خدائی وعدوں کے مطابق بالآخر وہ وقت ضرور آئے گا جب مسلمان اس ارض مقدس پر فتح یاب ہونگے۔ حضور انور کی تفسیر کا متن بقدرِ ضرورت پیش خدمت ہے۔ (ایڈیٹر)

فرماتا ہے ہم نے زبور میں کچھ شرائط بیان کرنے کے بعد یہ بات لکھ چھوڑی ہے کہ ارض مقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے اس میں عبادت گذار بندوں کے لئے ایک پیغام ہے اور ہم نے تجھ کو ساری دنیا کی طرف رحمت بنا کر بھیجا ہے مطلب یہ ہے کہ بائبل میں جو یہ پیشگوئی تھی کہ صرف خدا کے نیک بندے ارض مقدس میں رہیں گے اس سے کوئی اس وقت دھوکا نہ کھائے جب کہ بنی اسرائیل اس ملک پر غالب آجائیں گے۔ کیونکہ اس پیشگوئی میں اس طرف بھی اشارہ تھا کہ اگر کوئی وقفہ پڑا تو پھر خدا کے بندے اس ملک پر غالب آجائیں گے اس لئے فرماتا ہے کہ عبادت گذار بندوں کے لئے اس میں ایک پیغام ہے یعنی مسلمانوں کو ہوشیار کیا گیا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ پھر بنی اسرائیل اس پر قابض ہو جائیں گے۔ اس لئے یہاں عِبَادِيَ کا لفظ داؤد کی پیشگوئی کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کیا اور بتایا کہ میرے بندوں کو کہا گیا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ اگر کسی وقت تم نے میرے عباد بننے میں کمزوری دکھائی تو پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو اس ملک میں واپس لے آئے گا۔ لیکن مسلمانوں کو چاہئے کہ پھر عبادت گذار بن جائیں اس کے نتیجہ میں وہ پھر غالب آجائیں گے اور ان کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب زمانوں کے لئے رحمت ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اس وقت ختم نہیں ہو جاتا جب بنی اسرائیل فلسطین پر قابض ہوں بلکہ اس کے بعد بھی وہ زمانہ ہے جس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمت ہیں۔ پس مایوس نہیں ہونا چاہیئے جب دوبارہ رحمت الٰہی جوش میں آجائے گی مسلمان دوبارہ فلسطین میں غالب آجائیں گے ....

زبور باب ۳۷ آیت ۲۹ میں لکھا ہے :-

"صادق زمین کے وارث ہوں گے اور اس میں ہمیشہ بسے رہیں گے"

مگر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ وعدہ ارض مقدس کے متعلق بنی اسرائیل سے کیا گیا تھا یہ کوئی غیر مشروط وعدہ نہیں تھا بلکہ اس کے ساتھ نیکی اور تقویٰ اور صلاحیت کی شرط لگائی گئی تھی اور انہیں کھلے طور پر بتا دیا گیا تھا کہ اگر تم نے شرارتوں پر کمر باندھ لی اور بدکرداریوں کو اپنا شیوہ بنالیا تو یہ ملک تم سے چھین لیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں انتباہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم میں سرکشی پیدا ہوگئی تو

"جیسے تمہارے ساتھ بھلائی کرنے اور تم کو بڑھانے سے خداوند خوشنود ہوا ایسے ہی تم کو فنا کرانے اور ہلاک کر ڈالنے سے خداوند خوشنود ہوگا۔ اور تم اس ملک سے اکھاڑ دیئے جاؤ گے جہاں تو اس پر قبضہ کرنے کو جا رہا ہے۔ اور خداوند تجھ کو زمین کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام قوموں میں پراگندہ کرے گا وہاں تو لکڑی اور پتھر کے اور معبودوں کی جن کو تو یا تیرے باپ دادے جانتے بھی نہیں پرستش کرے گا"

(استثناء باب ۲۸ آیت ۶۳ و ۶۴)

مگر اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ بھی خبر دے دی کہ اس عذاب کے بعد بنی اسرائیل نے اپنے اندر تبدیلی پیدا کی تو ان پر پھر رحم کیا جائے گا۔

چنانچہ فرمایا :-

"خداوند تیرا خدا تیری اسیری کو پلٹ کر تجھ پر رحم کرے گا اور پھر کر تجھ کو سب قوموں میں سے جن میں خداوند تیرے خدا نے تجھ کو پراگندہ کیا ہو جمع کرے گا۔ اگر تیرے آوارہ گرد دنیا کے انتہائی حصوں میں بھی ہوں تو وہاں سے بھی خداوند تیرا خدا تجھ کو جمع کر کے لے آئیگا"

(استثناء باب ۳۰ آیت ۳ و ۴)

گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو یہ خبر دی گئی تھی کہ جب تمہاری شرارتیں بڑھ گئیں تو یہ ملک تم سے چھین لیا جائے گا مگر اس کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا اور یہ زمین پھر تمہارے سپرد کر دی جائے گی مگر اس کے بعد پھر دوبارہ ایک تباہی کی خبر دی گئی اور بتایا گیا کہ یہود پھر سرکش ہو جائیں گے اور پھر ان پر الٰہی عذاب نازل ہوگا اور وہ اس ملک سے نکال دیئے جائیں گے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کی بھی پیشگوئی کی اور فرمایا کہ :-

"انہوں نے اجنبی معبودوں کے باعث غیرت اور مکروہات سے اسے غصہ دلایا ...... خداوند نے یہ دیکھ کر ان سے نفرت کی کیونکہ اسے کے بیٹوں اور بیٹیوں نے اسے غصہ دلایا (اس جگہ تمام یہودی مردوں اور عورتوں کو خدا تعالیٰ کے بیٹے اور بیٹیاں قرار دیا گیا ہے۔) تب اس نے کہا میں اپنا منہ ان سے چھپا لوں گا اور دیکھوں گا کہ ان کا انجام کیسا ہوگا کیونکہ وہ گردن کش نسل اور بے وفا اولاد ہیں ...... میں ان پر آفتوں کا ڈھیر لگاؤں گا اور اپنے تیروں کو ان پر ختم کروں گا وہ بھوک کے مارے گھل جائیں گے اور شدید حرارت اور سخت ہلاکت کا لقمہ ہو جائیں گے اور میں ان پر درندوں کے دانت اور زمین پر کے سرکنے والے کیڑوں کا زہر چھوڑ دوں گا۔ باہر وہ تلوار سے مریں گے اور کوٹھڑیوں کے اندر خوف سے۔ جوان مرد اور کنواریاں دودھ پیتے بچے اور پکے بال والے سب یوں ہی ہلاک ہونگے"

(استثناء باب ۳۲ آیت ۱۶ تا ۲۵)

غرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ بنی اسرائیل کو دو تباہیوں کی خبر دی گئی تھی اور بتایا گیا تھا کہ اس ملک پر تمہارا قبضہ دائمی نہیں ہوگا بلکہ پہلے تمہارا قبضہ ہوگا اور پھر تم نکالے جاؤ گے پھر تمہارا قبضہ ہوگا اور پھر تم نکالے جاؤ گے اللہ تعالیٰ کا یہ کلام کس شان اور عظمت سے پورا ہوا اس کی تفصیل سورۃ بنی اسرائیل کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ اس میں فرماتا ہے :-

وَقَضَيْنَا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ فِي الْكِتَابِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيرًا۔ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ

وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۔ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ أَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا۔

یعنی ہم نے تورات میں بنی اسرائیل کو یہ بات کھول کر بتا دی تھی کہ تم یقیناً اس ملک میں دو دفعہ فساد کرو گے اور یقیناً تم بڑی سرکشی اختیار کرو گے چنانچہ جب ان دو دفعہ کے فسادات میں سے پہلی دفعہ کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آیا تو ہم نے اپنے بعض بندوں کو تمہاری سرکوبی کے لئے تم پر کھڑا کر دیا جو سخت جنگجو تھے اور وہ تمہارے گھروں کے اندر جا گھسے اور یہ وعدہ بہرحال پورا ہو کر رہنے والا تھا پھر ہم نے تمہاری طرف دوبارہ دشمن پر حملہ کرنے کی طاقت کو لوٹا دیا اور ہم نے مالوں اور بیٹوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کی اور ہم نے تمہیں جتھے کے لحاظ سے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔ پھر فرماتا ہے۔

فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ لِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا۔ عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا۔ (بنی اسرائیل ع ۱)

جب دوسری بار والا وعدہ پورا ہونے کا وقت آگیا تاکہ وہ دشمن تمہارے منہ خوب کالے کریں اور تمہارے معزز لوگوں سے ناپسندیدہ معاملہ کریں اور اسی طرح مسجد میں داخل ہوں جس طرح وہ اس مسجد میں پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے بالکل تباہ و برباد کر دیں تو ہم نے اپنی اس پیشگوئی کو بھی پورا کر دیا مگر اب بھی کچھ بعید نہیں کہ تمہارا رب تم پر رحم کر دے لیکن اگر تم پھر اپنے اس رویّہ کی طرف لوٹے تو ہم بھی اپنے عذاب کی طرف لوٹیں گے اور یقیناً ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنایا ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ تھا کہ فلسطین کا ملک خدا تعالےٰ کے نیک بندوں کو ملے گا اور چونکہ پہلے یہود سے یہ وعدہ کیا گیا اس لئے ان کو یہ ملک ملا مگر ملک دیتے وقت خدا تعالےٰ نے کچھ شرائط بھی عائد کر دیں اور فرمایا کہ کچھ عرصہ کے بعد تمہاری شرارتوں کی وجہ سے ہم یہ ملک تم سے چھین لیں گے۔ چنانچہ فرمایا فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُوْلٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا أُولِيْ بَأْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ۔ جب ان دو بار کے فسادوں میں سے پہلی بار کا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئیگا تو ہم اپنے حکم کے ماتحت ایک قوم کو مقرر کریں گے جو بڑی فوجی طاقت رکھتی ہوگی اور وہ فلسطین کے تمام شہروں میں گھس جائے گی اور تمہاری حکومت کو تباہ کر دے گی۔ مگر ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ کچھ مدت کے بعد یہ ملک ہم تم کو واپس دے دیں گے اور تمہاری طاقت اور قوت کو بحال کر دیں گے۔ وَأَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا اور ہم تم کو مال بھی دیں گے اور بیٹے بھی دیں گے اور تمہیں تعداد میں بھی بہت بڑھا دیں گے لیکن پھر ایک وقت کے بعد ہم دوبارہ یہ ملک تم سے چھین لیں گے۔ چنانچہ فرمایا۔ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا۔ جب وہ دوسرا وعدہ پورا ہونے کا وقت آئے گا تو اس لئے کہ وہ لوگ جن کو عارضی طور پر ہم یہ ملک دینے والے ہیں وہ تمہارے منہ خوب کالے کریں گے اور جس طرح پہلی دفعہ انہوں نے تمہاری عبادت گاہ کی بے حرمتی کی تھی اسی طرح اس دفعہ بھی اس کو ذلیل کریں گے یہ دشمن پھر تمہارے ملک میں جا گھسے گا اور تمہاری عبادت گاہ کو ذلیل کرے گا اور جس جس علاقہ میں جائے گا تباہی مچاتا چلا جائے گا مگر فرمایا عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ کچھ بعید نہیں کہ اب بھی تمہارا رب تم پر رحم کر دے یعنی اس کے بعد پھر ہم یہ فیصلہ کریں گے کہ یہ ملک واپس دے دیا جائے مگر یہاں یہ نہیں فرمایا کہ وہ یہودیوں کو دیا جائے گا بلکہ فرمایا عَسٰى رَبُّكُمْ أَنْ يَّرْحَمَكُمْ خدا تم پر رحم کرے گا یعنی اس بدنامی کو دور کر دے گا جو تمہاری دنیا میں ہوئی وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اور اگر تم اپنی شرارتوں سے پھر بھی باز نہ آئے تو ہم بھی اپنی اسی سُنت کی طرف لوٹیں گے اور پھر یہ ملک تم سے چھین لیں گے وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا اور جہنم کو ہم تمہارے لئے قید خانہ بنا دیں گے یعنی پھر تم اس ملک میں واپس نہیں آسکو گے۔

چنانچہ دیکھو لو خدا تعالےٰ نے کہا تھا کہ یہ ملک کچھ عرصہ تمہارے پاس رہے گا مگر اس کے بعد چھینا جائے گا چنانچہ بابلی فوجیں آئیں اور انہوں نے عبادت گاہیں بھی تباہ کیں شہر بھی تباہ کئے اور سارے ملک پر قبضہ کر لیا اور قریباً ڈیڑھ سو سال تک حکومت کی اس کے بعد وہ حکومت بدل گئی اور پھر یہودی اپنے ملک پر قابض ہو گئے۔

پھر مسیحؑ کے بعد رومی لوگوں نے اس ملک پر حملہ کیا اور اس کو تباہ و برباد کیا اسی طرح مسجد کو تباہ کیا اور اس کے اندر سود کی قربانی کی اور اسپران کا لمبے عرصہ تک قبضہ رہا لیکن آخر رومی بادشاہ عیسائی ہو گیا۔

اس لئے یہاں یہ نہیں فرمایا تھا کہ یہودیوں کو یہ ملک واپس کیا جائے گا بلکہ فرمایا تھا کہ ہم پھر تم پر رحم کریں گے یعنی تمہاری وہ بےعزتی دُور ہو جائے گی چنانچہ جب رومی بادشاہ عیسائی ہو گیا تو پھر وہ موسیٰؑ کو بھی ماننے لگ گیا۔ داؤدؑ کو بھی ماننے لگ گیا۔ اسی طرح باقی جس قدر انبیاء تھے ان کو بھی ماننے لگ گیا تھا وہ عیسیٰؑ کو ماننے والا لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی چونکہ موسوی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے عیسائی بادشاہت یہودی نبیوں کا ادب کرتی تھی تورات کا ادب کرتی تھی بلکہ تورات کو بھی اپنی مقدس کتاب سمجھتی تھی گویا خدا کا رحم ہو گیا مگر فرماتا ہے۔ وَإِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اگر اس کے بعد تم لوگ پھر بگڑے اور شرارتیں کیں تو پھر ہم تمہارے ہاتھ سے یہ بادشاہت نکال دیں گے یعنی پھر مسلمان آجائیں گے اور ان کے قبضہ میں یہ ملک چلا جائے گا اور وہ عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ بنیں گے اور تمہارے لئے پھر جہنم پیدا ہو جائے گا جس میں تم ہمیشہ جلتے رہو گے۔

اس تفصیل سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس جگہ مندرجہ ذیل امور بیان کئے گئے ہیں۔

(۱):- یہ ملک یہود سے چھین کر ایک اور قوم کو دیدیا جائے گا۔
(۲):- کچھ عرصہ کے بعد پھر یہ ملک یہود کو واپس مل جائے گا۔
(۳):- کچھ عرصہ کے بعد یہ پھر ان سے چھین لیا جائے گا۔
(۴):- اس کے بعد یہ ملک پھر واپس کیا جائے گا مگر یہود کے ہاتھ نہیں آئے گا بلکہ موسوی سلسلہ کے ماننے والوں یعنی عیسائیوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔
(۵):- اگر پھر شرارت کی گئی (اب اس میں عیسائی بھی شامل ہو گئے کیونکہ وہ بھی یہودیوں کا ایک گروہ تھے) تو پھر یہ زمین ان سے چھین لی جائے گی اور ایک اور قوم کو دیدی جائے گی یعنی مسلمانوں کو۔ مگر اس جگہ یہ نہیں فرمایا کہ وہ مسجد میں داخل ہو کر اس کی ہتک کریں گے اس لئے کہ مسلمانوں کے نزدیک بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے تمام ماتحت انبیاء مقدس تھے مگر ان کی جگہیں بھی مقدس تھیں اس لئے مسلمان ان کی مسجدوں میں وہ خرابیاں نہیں کر سکتے تھے جو بابلیوں اور رومیوں نے کیں۔

یہ عجیب لطیفہ اور قوموں کی ناشکری کی مثال ہے کہ بابلیوں نے یہودیوں کے ملک کو تباہ کیا اور ان کی مسجد کو ذلیل کیا یورپین مصنف کتابیں لکھتے ہیں تو بابلیوں کو کوئی گالی نہیں دیتا کوئی ان کو برا بھلا نہیں کہتا کوئی ان پر الزام نہیں لگاتا رومیوں نے اس ملک کو

لیا اور اس مسجد میں خنزیر کی قربانیاں کیں عیسائی رومی تاریخ پر کتابیں لکھتے ہیں گبن نے بھی دی ڈیکلائن اینڈ فال آف دی رومن ایمپائر۔
(THE DECLINE AND FALL OF THE ROMAN EMPIRE) لکھی ہے مگر سب کتابوں کو دیکھ لو وہ لکھتے ہیں رومن ایمپائر بیمپائر ہی ایمپائر کوئی نہیں حالانکہ انہوں نے ان کی مسجد کو گندہ کیا مگر وہ قوم جس نے ان کی مسجد کو گندہ نہیں کیا اس کو گالیاں دی جاتی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانے میں فلسطین فتح ہوا اور جس وقت آپ یروشلم گئے تو یروشلم کے پادریوں نے باہر نکل کر شہر کی کنجیاں آپ کے حوالے کیں۔ اور کہا کہ آپ اب ہمارے بادشاہ ہیں آپ مسجد میں آکر دو نفل پڑھ لیں تاکہ آپ کو تسلی ہو جائے کہ آپ نے ہماری مقدس جگہ میں جو آپ کی بھی مقدس جگہ ہے نماز پڑھ لی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تمہاری مسجد میں اس لئے نماز نہیں پڑھتا کہ میں ان کا خلیفہ ہوں کل کو یہ مسلمان اس مسجد کو چھین لیں گے اور کہیں گے کہ یہ ہماری مقدس جگہ ہے اس لئے میں باہر ہی نماز پڑھوں گا تاکہ تمہاری مسجد نہ چھینی جائے۔

پس ایک وہ تھے جنہوں نے وہاں خنزیر کی قربانی کی اور یورپ کا منہ اس کی تعریف کرتے ہوئے خشک ہوتا ہے اور ایک وہ تھا جس نے ان کی مسجد میں دو نفل پڑھنے سے بھی انکار کیا کہ کہیں مسلمان کسی وقت یہ مسجد چھین لیں اور اس کو رات دن گالیاں دی جاتی ہیں کتنی ناشکر گذار اور بے حیا قوم ہے۔

اب مسلمانوں کے پاس فلسطین آجانے کے بعد سوال ہو سکتا ہے کہ یہ ملک یہودیوں کے ہاتھ کبھی نہ رہا اور عیسوی سلسلہ کے پاس بھی کم رہا یہ کیا معمہ ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ اعتراض نہیں پڑتا اس لئے کہ بعض دفعہ جب کسی بات پر جھگڑا ہوتا ہے اور وراثت کے کئی دعویدار بن جاتے ہیں تو سچے وارث کہتے ہیں کہ ہم ان کے وارث ہیں اور ان کے حق میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے یہی صورت اس جگہ واقع ہوئی ہے۔ خدا ملک دینے والا تھا خدا کے سامنے مقدمہ پیش ہوا کہ موسیٰ اور داؤد کے وارث یہ مسلمان ہیں یا موسیٰ اور داؤد کے وارث یہ یہودی اور عیسائی ہیں تو کورٹ نے ڈگری دی کہ اب موسیٰ اور داؤد کے وارث مسلمان ہیں چنانچہ ڈگری سے ان کو ورثہ مل گیا۔

پھر آگے چل کر فرماتا ہے کہ :-

فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا (بنی اسرائیل ۱۲/۱۱۰)

پھر اس کے بعد ایک اور وقت آئے گا کہ یہودیوں کو دنیا کے اطراف سے اکٹھا کر کے فلسطین میں لاکر بسا دیا جائے گا چنانچہ وہ وقت اب آیا ہے جب کہ یہودی اس جگہ پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ کراچی اور لاہور میں میں جب بھی گیا ہوں مسلمان مجھ سے پوچھتے رہے ہیں کہ یہ تو خدائی وعدہ تھا کہ یہ سرزمین مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے گی پھر یہودیوں کو کیسے مل گئی ! میں نے کہا کہاں وعدہ تھا قرآن میں تو لکھا ہے کہ پھر یہودی بسائے جائیں گے۔ کہنے لگے اچھا جی یہ تو ہم نے کبھی نہیں سنا میں نے کہا تمہیں قرآن پڑھانے والا کوئی ہے ہی نہیں تم نے سننا کہاں سے ہے ؟ میری تفسیر پڑھو تو اس میں لکھا ہوا موجود ہے۔ تو یہ جو وعدہ تھا کہ پھر یہودی ارض کنعان میں آجائیں گے قرآن میں لکھا ہوا موجود ہے۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع ۱۲ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا۔ جب وہ آخری زمانہ کا وعدہ آئے گا تو پھر ہم تم کو اکٹھا کر کے اس جگہ پر لے آئیں گے۔

اس جگہ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ سے مراد مسلمانوں کے دوسرے عذاب کا وعدہ ہے اور بتایا ہے کہ مسلمانوں پر جب یہ عذاب آئے گا اور دوسری دفعہ ارض مقدس ان کے ہاتھ سے نکل جائے گی اس وقت اللہ تعالے پھر یہود کو اس ملک میں واپس لے آئے گا۔ اس جگہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں کہ یہود کے آنے کی وجہ سے اسلام منسوخ ہو گیا گویا ان کے نزدیک اسلام کے منسوخ ہونے کی یہ علامت ہے کہ عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ نے اس پر قبضہ کرنا تھا جب مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے تو معلوم ہوا کہ مسلمان عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ نہیں رہے۔ یہ اعتراض زیادہ تر بہائی قوم کرتی ہے لیکن عجیب بات ہے کہ یہی پیشگوئی تورات میں موجود ہے۔ یہی پیشگوئی قرآن میں موجود ہے اور اس پیشگوئی کے ہوتے ہوئے اس ملک کو بابلیوں نے سو سال رکھا مگر اس وقت یہودی مذہب بہائیوں کے نزدیک منسوخ نہیں ہوا ٹائٹس کے زمانہ سے لے کر دو سو بلکہ تین سو سال تک فلسطین روم کے مشرکوں کے ماتحت رہا وہ عیسائیوں کے قبضہ میں نہیں تھا۔ یہودیوں کے قبضہ میں نہیں تھا مسجد میں سؤر کی قربانی کی جاتی تھی اور پھر بھی یہودیت کو سچا سمجھا جاتا تھا لیکن یہودیوں کے آنے پر نو سال کے اندر اندر اسلام منسوخ ہو گیا کیسی پاگل پن والی اور دشمنی کی بات ہے .... غرض بابلیوں کے آنے اور رومیوں کے عارضی طور پر آجانے کو جس کا عرصہ ایک دفعہ ایک سو سال اور دوسری دفعہ قریباً تین سو سال کا تھا اگر موسیٰ اور داؤد کے پیغام کے منسوخ ہونے کی علامت نہیں قرار دیا گیا تو اس وقت یہود کا عارضی طور پر قبضہ جس میں صرف چند سال گذرے ہیں اسلام کے منسوخ ہونے کی علامت کس طرح قرار دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ تو اس کے صادق ہونے کی علامت ہے جب اس نے خود یہ پیشگوئی کی ہوئی تھی کہ ایک دفعہ مسلمانوں کو نکالا جائے گا اور یہودی واپس آئیں گے تو یہودیوں کا واپس آنا اسلام کے منسوخ ہونے کی علامت نہیں اسلام کے سچا ہونے کی علامت ہے۔ کیونکہ جو کچھ قرآن نے کہا تھا وہ پورا ہو گیا باقی رہا یہ کہ پھر عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ کے ہاتھ میں کس طرح رہا ؟ سو اس کا جواب یہ ہے کہ عارضی طور پر قبضہ پہلے بھی دو دفعہ نکل چکا ہے اور عارضی طور پر اب بھی نکلا ہے اور جب ہم کہتے ہیں "عارضی طور پر" تو لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ پھر مسلمان فلسطین میں جائیں گے اور بادشاہ ہوں گے اور لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ پھر یہودی وہاں سے نکالے جائیں گے اور لازماً اس کے یہ معنے ہیں کہ یہ سارا نظام جس کو یو۔ این او کی مدد سے اور امریکہ کی مدد سے قائم کیا جا رہا ہے اللہ تعالے مسلمانوں کو توفیق دے گا کہ وہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں اور پھر اس جگہ پر لاکر مسلمانوں کو بسائیں۔

دیکھو حدیثوں میں بھی یہ پیشگوئی آتی ہے حدیثوں میں یہ ذکر ہے کہ فلسطین کے علاقہ میں اسلامی لشکر آئے گا اور یہودی اس سے بھاگ کر پتھروں کے پیچھے چھپ جائیں گے اور جب کوئی مسلمان سپاہی کسی پتھر کے پاس سے گذرے گا تو وہ پتھر کہے گا کہ اے مسلمان! خدا کے سپاہی میرے پیچھے ایک یہودی کافر چھپا ہوا ہے اس کو مار۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی اس وقت کسی یہودی کا فلسطین میں نام و نشان بھی نہیں تھا۔ پس اس حدیث سے صاف پتہ لگتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرماتے ہیں کہ ایک وقت میں یہودی اس ملک پر قابض ہوں گے مگر پھر خدا مسلمانوں کو غلبہ دے گا اور اسلامی لشکر اس ملک میں داخل ہوں گے اور یہودیوں کو چن چن کے چٹانوں کے پیچھے ماریں گے پس عارضی ہیں اس لئے کہتا ہوں کہ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ کا حکم موجود ہے مستقل طور پر تو فلسطین عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ کے ہاتھ میں رہنی ہے سو خدا تعالے کے عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگ لازماً اس ملک میں جائیں گے نہ امریکہ کی ایٹم بم کچھ کر سکتے ہیں نہ ایچ بم کچھ کر سکتے ہیں نہ روس کی مدد کچھ کر سکتی ہے یہ خدا کی تقدیر ہے یہ تو ہو کر رہنی ہے چاہے دنیا کتنا زور لگا لے۔

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ ۵۶۹ تا صفحہ ۵۷۶)

ایک نہایت بابرکت اعزاز

محترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد اپنے ایک مکتوب گرامی میں تحریر فرماتے ہیں ۔

خاکسار کی طبیعت ناسازی کی بنا پر ان سردی کے ایام میں جلسہ سالانہ میں شرکت نہ کرسکا۔ حالانکہ خاکسار ۱۹۲۲ء سے باقاعدہ بلا ناغہ جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرتا رہا۔ جلسہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے مجھے حد افسوس اور ملال ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صحت و تندرستی و سلامتی کی زندگی عطا فرمائے۔ اور میرے تمام گناہوں کو معاف فرماتے ہوئے انجام بخیر کرے آمین۔

ہماری طرف سے سب کو السلام علیکم اور درخواست دعا۔

نوٹ از ایڈیٹر: خاکسار کے علم میں اس پہلو سے یہ اعزاز کسی اور کو حاصل نہیں ہوا کہ اتنی طویل مسافت طے کرکے اس قدر طویل مدت تک ہر سال بلا ناغہ کسی کو جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کی توفیق ملی ہو۔ یہ ایک نہایت بابرکت اعزاز ہے اللہ تعالیٰ حضرت سیٹھ صاحب اور آپ کے خاندان کو جو بہت بڑا اور مخلص خاندان ہے یہ اعزاز بہت مبارک کرے آمین۔ محترم سیٹھ صاحب کے لئے خصوصی درخواست دعا ہے۔

وقف جدید کے سال نو کے اعلان کا مطلب

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

"سال نو کے اعلان کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے دل میں یہ احساس پیدا ہو کہ نیا سال آرہا ہے۔ مختلف زاویوں اور پہلوؤں سے نئی ذمہ داریوں اور نئی قربانیوں کو ہم اپنی آنکھوں کے سامنے لا سکتے ہیں اور...... اس ذمہ داری کو اپنے سامنے رکھیں جتنے روپے کی ہمیں ضرورت ہے وہ مہیا کریں اور بطور معلمین جتنے آدمیوں کی ہمیں ضرورت ہے ہمیں دیں اور مخلص واقف دیں۔"

(الفضل ۴ جنوری ۱۹۶۷ء)

احمدیہ مسلم صوبائی کانفرنس اترپردیش

نظارت دعوت و تبلیغ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ صوبہ دہلی۔ یوپی۔ اور راجستھان کی صوبائی کانفرنس مورخہ دس مارچ بروز اتوار بمقام راٹھ ضلع ہمیرپور (اترپردیش) میں منعقد ہونا طے پائی ہے۔ اس موقعہ پر اس نمائش کا بھی افتتاح ہوگا جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے راٹھ میں ایک نہایت ہی مناسب جگہ پر لگائی گئی ہے۔ ان صوبوں سے متعلقہ جماعت ہائے احمدیہ کے احباب سے مؤدبانہ درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوکر کانفرنس کو کامیاب بنائیں۔

راٹھ تک پہنچنے کے لئے بس کے ذریعہ ۲ راستے ہیں۔ کانپور سے سیدھی راٹھ کو بسیں چلتی ہیں۔ کانپور تا راٹھ بس کا کرایہ ۲۶/- روپے ہے اور جھانسی سے سنٹرل ریلوے کے ہرپال پور اسٹیشن پر اتر کر وہاں سے بذریعہ بس راٹھ پہنچ سکتے ہیں۔ ہرپال پور اسٹیشن پر ہر ٹرین پر راٹھ کے لئے بس ملتی ہے۔ ہرپال پور سے راٹھ کا بس کا کرایہ ۸-۵ روپے ہے راٹھ کے بس اڈہ کے سامنے ہی مسجد احمدیہ اور مشن ہاؤس ہے۔

کانفرنس کے سلسلہ میں دیگر معلومات کے لئے نیز چندہ جات کی ترسیل کے لئے حسب ذیل پتہ پر رجوع کریں۔ انوار محمد احمدی آرمی ڈیڈ صدر مجلس استقبالیہ

کوٹ بازار۔ راٹھ

KOT BAZAR
P.O. RATH - 210431
DISTT HAMIR PUR
(U.P)

ایک اہم لازمی چندہ "چندہ جلسہ سالانہ"

روحانی اجتماع جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی مہمان نوازی کی تمام تر ذمہ داری مرکز سلسلہ پر عائد ہوتی ہے۔ ابتدائی زمانہ میں جب باقاعدہ کوئی نظام قائم نہیں ہوا تھا اور نہ ہی کوئی چندوں کی تحریک ہوئی تھی۔ اس وقت مہمان نوازی کا یہ اہم فریضہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود سرانجام دیا کرتے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے مہمان نوازی کے اعلیٰ ترین اوصاف سے متصف فرمایا تھا۔ آپ کو جلسہ سالانہ کے مہمانوں کی ضروریات کا بہت خیال رہتا تھا۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ۔

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا ان دنوں جلسہ کے لئے الگ چندہ جمع ہوکر نہیں جاتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے پاس سے صرف فرماتے تھے حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سامان نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کرسکے فروخت کرکے سامان کرلیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کرکے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچایا۔" (سیرت المہدی حصہ چہارم)

معزز بھائیو اور بزرگو! آج ہم ایک ایسے دور سے گزر رہے ہیں۔ جس میں جماعت احمدیہ خلافت حقہ کی برکت سے ایک مضبوط نظام سے منسلک ہو چکی ہے اب ہمارے روحانی اجتماعات ابتدائی دور کی طرح نہیں ہیں۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں مہمانان کرام ایک دفعہ پھر نہ صرف ہندوستان سے بلکہ پاکستان اور دیگر دنیا کے ممالک سے آنے شروع ہو چکے ہیں جلسہ سالانہ ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۰ء میں اخراجات جلسہ سالانہ گزشتہ سالوں کے چار گنا سے زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ اخراجات کے مقابل پر آمد چندہ جلسہ سالانہ بمشکل ۱/۴ ہے ۱۹۹۰ء کے اخراجات کے لئے گذشتہ سال کی آمد چندہ جلسہ سالانہ سے دوگنا بجٹ رکھا گیا ہے اگر احباب جماعت مشخصہ باشرح بجٹ کے مطابق ہی باشرح چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کریں تو یقیناً یہ بجٹ پورا پورا ہو سکتا ہے۔ دسمبر ۱۹۹۰ء گزر چکا ہے لیکن پورے ہندوستان سے اس چھ ماہ میں صرف ۱/۴ حصہ بجٹ کا وصول ہوا ہے۔ جبکہ اخراجات بجٹ سے کہیں زیادہ ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں تمام عہدیداران جماعت اور دیگر تمام بزرگوں اور بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اس اہم لازمی چندہ کو دیگر چندوں کی ادائیگی کرتے وقت نظر انداز نہ کریں۔ اور میں اُن بزرگوں اور بھائیوں سے ایک خصوصی درخواست کرتا ہوں جو باوجود مالی وسعت رکھنے کے اپنی کسی مجبوری کی بناء پر جلسہ سالانہ میں شریک نہیں ہو سکے ہیں۔ وہ حسب توفیق اپنے مقررہ شرح سے زائد چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی کرکے دوہرا ثواب حاصل کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں سے وافر حصہ پائیں۔

کریما صد کرم کن ہر کسے کہ ناصر دیں است
بلائے او بگرداں گر گہے آفت شود پیدا

ناظر بیت المال آمد قادیان

شادی خانہ آبادی

مکرم محمد زاہد صاحب امیر جماعت احمدیہ کانپور کے بھانجے عزیز آفتاب یٰسین پسر جناب محمد یٰسین صاحب کی شادی خانہ آبادی کی خوشی میں ۲۵ روپے ادا کئے گئے ہیں۔ شادی کے روحانی جسمانی اعتبار سے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(ایڈیٹر)

خطبہ جمعۃ المبارک

آج میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرنے والا ہوں یہ نیا سال ۳۴واں سال ہے

اس میں آپ پاکستان کو شامل نہ سمجھیں اس کے علاوہ کے اعداد و شمار میں جرمنی اول رہا ہے

اور تحریک جدید میں بھی اول تھا اور خوشی والا تعجب اس بات پر ہے کہ ہندوستان دوسرے نمبر پر آگیا ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۴ر صلح (جنوری) ۱۳۷۰ ہش / ۱۹۹۱ء بمقام مسجد فضل لندن

محترم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ "بدر" اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-
۱۹۵۷ء کا سال میری زندگی میں ایک لحاظ سے خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سال مجھے دو طرح سے نئی زندگی میں داخل ہونے کا موقعہ ملا۔ ایک تو میری ازدواجی زندگی کا آغاز ۱۹۵۷ء کے آخر پر دسمبر کے مہینہ میں ہوا اور دوسرے اسی سال کے آخر پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے وقف جدید کی تحریک کا آغاز فرمایا اور مجھے وقف جدید کی مجلس کا سب سے پہلا ممبر مقرر فرمایا اور اس کے بعد ایک لمبے عرصے تک مجھے وقف جدید میں خدمت کا موقعہ ملا۔ اس لحاظ سے میری باقاعدہ جماعتی خدمت کا آغاز ۱۹۵۷ء میں ہوا۔ اس واقعہ کو ۳۳ سال گزر چکے ہیں اور

آج میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان کرنے والا ہوں۔

یہ نیا سال ۳۴واں سال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ اس عرصے میں وقف جدید کو غیر معمولی ترقی کی توفیق عطا فرمائی۔ شروع شروع میں یہ تحریک بہت معمولی دکھائی دیتی تھی۔ آغاز بھی غریبانہ تھا اور چال چلن بھی غریبانہ۔ دیہات کے ساتھ اس کا تعلق تھا اور دیہاتی معلمین جو اس تحریک کے تابع خدمت پر مامور تھے اُن کا ماہانہ گزارا بھی بہت ہی معمولی بلکہ اتنا معمولی کہ ایک عام مزدور سے بھی کم تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی قناعت کے ساتھ اور بڑی خوش خلقی کے ساتھ انہوں نے ہر گزارے پر گزارا کیا اور خدمت دین میں بہت جلد جلد آگے بڑھنے لگے یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصے کے اندر وقف جدید کا سالانہ بجٹوں کا ریکارڈ باقی ایک قسم کی دوسری تمام انجمنوں کے اداروں یا تحریکات سے آگے نکل گیا اور لمبے عرصے تک وقف جدید بعض کر دانے کے میدان میں اول رہی۔ اسی طرح وقف جدید کو ایک بہت ہی عظیم الشان خدمت کا تھر کے علاقے میں موقعہ ملا۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ہندو بکثرت آباد ہیں اور یہی ایک وہ علاقہ ہے جہاں آج کبھی مسلمانوں کے مقابل پر ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ لیکن اکثر ہندو اچھوت کہلانے والے ہیں یعنی ہندوؤں کی طبقاتی تقسیم کے لحاظ سے سب سے نچلے درجہ سے تعلق رکھنے ہیں۔ وقف جدید کا جس سال آغاز ہوا ہے اسی دوران عیسائیوں نے جو امریکہ سے غیر معمولی طور پر مدد حاصل کر رہے تھے، تھر کے علاقے پر وہاں کے باشندوں کو عیسائی بنانے کے لئے یلغار کی اور اس لحاظ سے یہ الٰہی تحریک خاص طور پر اہمیت اختیار کر جاتی ہے کہ اگر وقف جدید کی تحریک جاری نہ ہوئی ہوتی اور جماعت احمدیہ کو تھر کے علاقے میں اس طرح خدمت کا موقعہ نہ ملتا تو بعید نہیں کہ وہاں بہت تیزی کے ساتھ عیسائیت پھیل جاتی۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے اس بروقت تحریک کے نتیجہ میں جب ہم نے معلمین تقسیم کرنے کے لئے مختلف علاقوں کے جائزے لئے تو معلوم ہوا کہ تھر کے علاقے میں بڑی شدید ضرورت ہے۔ ایک تو ویسے بھی ہندوؤں میں تبلیغ کی خاطر وہی علاقہ موزوں تھا۔ دوسرے علم ہوا کہ عیسائیوں نے بہت بڑی یلغار کر رکھی ہے اور امریکن غذائی امداد کا ایک بہت بڑا حصہ اس علاقہ کی طرف منتقل کیا جا رہا ہے۔ چنانچہ جب میں نے وہاں دورہ کیا اور حالات کا جائزہ لیا تو عموماً یہی مشورہ دیا گیا کہ جماعت کی طرف سے بھی کوئی امدادی پروگرام مقابل پر جاری ہونا چاہئے ورنہ یہاں کامیابی مشکل ہے۔ اس پر میں نے اس تجویز کو نہ صرف سختی سے رد کیا بلکہ آئندہ بھی ہمیشہ اس تجویز کی سوچ کے دروازے بھی سب پر بند کر دیئے۔ اور میرا استدلال یہ تھا کہ جہاں تک دولت کے ذریعے مذہب تبدیل کرنے کا تعلق ہے نہ ہم اس میدان کے کھلاڑی ہیں نہ ہم اس بات کے قائل ہیں۔ نہ ہمیں توفیق ہے کہ ہم دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کا اس میدان میں مقابلہ کر سکیں۔ اگر ہم ایک روپیہ خرچ کریں تو امریکہ سو روپیہ خرچ کر سکتا ہے اور اگر روپیہ کی لالچ میں یا لالچ نہ بھی کہیں ضرورت مندی کی وجہ پوری کر کے اُسے اپنی طرف متوجہ کرنا ہے تو ضرورت مند اُسے آپ پورا نہیں کر سکتے۔ ایک پیاس بجھا دیں گے اور جس پیاس بجھائیں گے اس قسم کا پانی آپ کے پاس نہیں ہوگا۔ اگر

نہایت ہی جاہلانہ حرکت ہوگی

اگر ہم مالی امداد کے ذریعے امریکن طاقتوں کا یا مغربی طاقتوں کا ... دوسرا پہلو یہ تھا کہ یہ لوگ غریب ہیں اور بہت ہی لمبے عرصے سے خود اپنے ہم مذہب لوگوں کی حقارت کا نشانہ بنے رہے ہیں۔ کئی ہزار سال سے ان کی طبقات میں سب سے زیادہ ذلیل سمجھے جانے والے لوگ سمجھے، اس لئے میں نے کہا کہ آپ ان کی ذلتوں میں اضافہ کر کے کامیاب کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہ غریب عزت دار ہیں۔ غربت میں بھی ان کو ہاتھ پھیلانے کی عادت نہیں۔ ان میں کوئی بھکاری آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ غریب، فاقہ کش مزدور کثرت سے دیکھیں گے لیکن کوئی فقیر ان میں دکھائی نہیں دے گا۔ بڑی محنت کش قوم ہے۔ تو میں نے کہا کہ ایک ایسی باعزت قوم کو جس کا نفس معزز ہے اگرچہ بدن غریب ہے، اُس کے اندر خدا کی ایک ہی نعمت ہے اور وہ اس کی عزت نفس ہے، آپ اُسے خیرات

بنا کر وہ ایک دولت بھی اُن کے ہاتھ سے چھین لیں۔ چنانچہ اس استدلال کا خدا کے فضل سے اثر پڑا اور وقف جدید کے معلمین بھی پورے عزم کے ساتھ اس علاقے میں یہ سمجھتے ہوئے گئے کہ ہم نے ان کو عزتِ نفس عطا کرنے کے لئے جانا ہے اور یہی پیغام اُن کو دیا۔ چنانچہ مقابلہ ایک طرف دولت کا تھا اور ایک طرف اخلاقی عظمت کا اور معلمین وہاں جاکر عیسائیوں کے مقابل پر یہی پیغام دیتے تھے کہ کچھ لوگ تمہاری بھوک مٹانے کے لئے آئے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے۔ تمہیں کپڑے پہنانے کے لئے آئے ہیں یہ بھی بہت اچھی بات ہے لیکن ساتھ ہی تمہیں بھکاری بنانے کے لئے بھی آئے ہیں اور پیسہ دیکر تمہارا مذہب تبدیل کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور یہ اچھی بات نہیں۔

ہم تمہیں مزید عزتِ نفس عطا کریں گے۔

ہم تمہیں اسلام بھی دیں گے اور اس کے ساتھ تم سے مالی قربانی کے مطالبے بھی کریں گے۔ اور تمہیں یہ کہیں گے کہ انتہائی غربت کے باوجود کچھ نہ کچھ نیک کاموں میں خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔ یہ پیغام بظاہر کڑوا ہے لیکن درحقیقت تمہیں تحت الثریٰ سے اُٹھا کر آسمان کی بلندیوں تک لے جائے گا اور یہ سادا پیغام اُن کے دل پر اتنا اثر انداز ہوا اور اتنا اس نے ان کے دلوں کو لبھایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ عیسائیت کے مقابل پر احمدیت کو وہاں بڑی کثرت کے ساتھ ہندو غریب اقوام کو اسلام میں داخل کرنے کی توفیق ملی اور اس کے ساتھ ہی پھر اُن کو نچلے طبقے سے اُٹھا کر ایک بغیر طبقات کے سوسائٹی میں عزت کا مقام عطا کیا گیا۔ چنانچہ اس کے خلاف سب سے زیادہ ردِ عمل دیگر مسلمان کھتری لوگوں نے دکھایا جب ہم اُن کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیتے تھے یا کھانا کھاتے تھے تو شدید نفرت کا اظہار دوسرے مسلمانوں کی طرف سے کیا جاتا تھا جن کے مذہب میں طبقاتی تقسیم کا تصور ہی کوئی نہیں اور ہندو اس نفرت سے ہمیں نہیں دیکھتے تھے بلکہ وہ حیرت سے دیکھتے تھے کہ یہ عجیب لوگ ہیں جنہوں نے اپنی ظاہری عزت کی کوئی پرواہ نہیں کی اور مذہب کے تباد لے کے نتیجے میں ان کے ساتھ برابر ہو گئے ہیں۔ بہر حال ایک لمبا عرصہ اس جدوجہد میں گزرا یہاں تک کہ خدا کے فضل سے وہاں کی رائیں تبدیل ہوئیں، سوچیں بدلی گئیں اور بہت بڑا انقلاب برپا ہوا۔ مشکل صرف یہ درپیش تھی کہ ان کے اندر گہرا اسلام جذب کرانے کے لئے بہت محنت درکار تھی۔ سادہ محبت کا پیغام، توحید کا پیغام بڑی آسانی سے سمجھ جاتے تھے اور قبول بھی کر لیتے تھے لیکن اس بات کی راہ میں بہت بڑی روکیں حائل تھیں کہ باقاعدہ نماز سکھائی جائے اور پھر نماز کا عادی بنایا جائے۔ روزے سکھائے جائیں اور پھر روزے رکھنے کی عادت ڈالی جائے۔ اور اسلام کے پرہیزوں کے متعلق تلقین کی جائے۔ پاکیزگی کے متعلق تلقین کی جائے، پھر اس پر عمل پیرا کرنے کے لئے ان پہ ان کی مدد ہو، ان کی نگرانی کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

اس عرصہ میں یعنی اس گزشتہ تمام عرصے میں مسلسل وقفِ جدید کے معلمین وہاں یہی کام کر رہے ہیں اور اگرچہ حالات بہت ہی ناسازگار تھے اتنے ناسازگار ہیں کہ آپ جب تک وہاں جائیں نہ، اُس وقت تک آپ اس کا تصور ہی نہیں ہو سکتا کہ کن مشکلات میں وہاں وقفِ جدید کے معلمین نے پہلے کام کیا اور اب بھی اگرچہ مشکلات نسبتاً کم ہیں لیکن پھر بھی بہت مشکل حالات ہیں۔ مجھے جب پہلی دفعہ وہاں گیا تو پہلی تکلیف جو شدت سے محسوس ہوئی وہ پانی کا فقدان تھا۔ یعنی پانی میسر تو تھا لیکن ایسا خوفناک کہ اسے پینے سے جی اس کے کرنے پیاس بجھے اُلٹی آتی تھی اور طبیعت متلانے لگتی تھی۔ تیل کی طرح کا پانی میٹھی کے علاقے میں اور وہ بھی قیمتاً دیکر خریدنا پڑتا تھا اور دنیا کی کوئی سہولت وہاں میسر نہیں تھی۔ وہ تو خیر کوئی ایسی ہولی بات ہے۔ عام دنیا کی جو موجودہ زمانے کی بڑی سہولتیں ہیں اس کے بغیر بھی انسان بہت اچھی طرح گزارا کر سکتا ہے۔ زندگی کے انداز بدلنے پڑتے ہیں لیکن پانی

اچھا میسّر نہ ہو تو زندگی بہت ہی تکلیف میں کٹتی ہے۔ بہر حال معلمین وہاں اس حالت میں مستقل رہتے تھے جس حالت میں مجھے ایک دو دن رہنا مشکل تھا اور میں نے محسوس کیا کہ کس تکلیف میں یہاں گزارا کرتے ہیں چنانچہ بعد میں کوششیں کی گئیں کہ کسی طرح اُن کے پانی کے مسائل حل ہوں اور خدا کے فضل سے بعد میں حل بھی ہو گئے لیکن اور آگے بڑھ کر ایک اور نئی مصیبت کا سامنا ہوا۔ وہاں پتہ چلا کہ بعض ایسے سانپ ہیں جن کو "پیَین" کہتے ہیں۔ سندھی تلفظ میں پیپنٹ کہیں گے۔ نون اور ٹ کے درمیان کا کوئی لفظ ہے۔ یعنی پی جانے والا سانپ اور وہ سانپ ڈستا نہیں بلکہ وہ کہتے تھے کہ

مُنہ پر مُنہ رکھکر سانس پی جاتا ہے۔

دراصل وہ زہر تھوکتا ہے اور اس کے زہر کا اثر گلے پر پڑتا ہے اور گلوں سے براہِ راست آنکھوں پہ حملہ کرتا ہے اور اس کا مریض اگر بچ جائے تو اندھا ہو جاتا ہے اور خود اس سانپ کی بھی یہ کیفیت ہے کہ اگر دن کی روشنی میں اس کی آنکھیں کھل جائیں تو وہ خود اندھا ہو جاتا ہے۔ اس لئے دن کے وقت بلوں میں، سوراخوں میں، مختلف اندھیری جگہوں میں، اینٹوں کے نیچے سر دے کر یہ سانپ سو جاتا ہے۔ اور دن کے وقت بچے اُس سے کھیلتے ہیں جس طرح بٹی ہوئی رسی سے کھیلتے ہیں اس طرح اس کو اپنے اردگرد لپیٹتے اور ایک دوسرے کو اس سے سانٹے مارتے اور اس سانپ کا کوئی خوف نہیں۔ لیکن جونہی اندھیرا ہوتا ہے تو یہ باہر نکل کر مختلف جانداروں کے ساتھ لیٹ کر اُن کے مُنہ پر مُنہ رکھکر اس میں تھوکتا ہے اور اس کو اس میں کیا مزا ہے کیا وہ اس سے لذت حاصل کرتا ہے کوئی نہیں جانتا لیکن یہ عادت بہر حال اسی طرح ہوا ہے۔ چنانچہ وہاں مجھے یہ بتایا گیا کہ یہ سانپ ہیں اور ہم نے دیکھے بھی، رات کو سفر کر رہے تھے۔ تو ایسی طبیعت میں کراہت پیدا ہوئی کہ ساری رات نیند نہیں آئی۔ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا کہ اس کے ساتھ کوئی سانپ آکر لیٹ جائے اور پھر مُنہ پر مُنہ رکھ دے۔ تو وہ جو مختلف نظارے وہاں دیکھے جس طرح معلم کام کر رہے ہیں تو طبیعت پر بڑا گہرا اثر پڑا اور اس کا فائدہ یہ ہوا کہ واپس جا کر ان کی زندگی کو نسبتاً بہتر بنانے کے لئے وقفِ جدید میں جو شریفانہ طاقت تھی وہ استعمال کی گئی اور ان کے مسائل کو سمجھ کر پھر اُن سے کام لئے گئے بہر حال ان حالات میں وقفِ جدید نے وہاں کام کیا اور کر رہا ہے اور عجیب حسنِ اتفاق ہے یا خدا کی تقدیر ہے یعنی دونوں چیزیں اکٹھی ہوں گی کہ ہندوستان میں جب وقفِ جدید کا اجراء ہوا ہے اور خاص طور پر یہاں آنے کے بعد جب میں نے بیرونی دنیا میں بھی وقفِ جدید کی تحریک کی تاکہ ہندوستان میں وقفِ جدید کے کام کو پھیلایا جائے تو وہاں بھی

سب سے زیادہ کامیابی راجستھان کے علاقے میں ہوئی ہے۔

اور یہ وہی علاقہ ہے جو ہندوستان کا تھر سمجھ لیں یعنی سرحد کے اس طرف اگر سندھ کا تھر کا علاقہ ہے تو اس کے پرلی طرف راجستھان کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے اور وہاں بھی معلمین خدا کے فضل سے بڑی ہمت سے کام کر رہے ہیں بلکہ بعض لحاظ سے نامساعد حالات زیادہ ہیں کیونکہ وہاں خطرات بھی درپیش ہیں۔ یہاں کام کرتے ہوئے ہندوؤں سے احمدیوں کو کوئی خطرہ نہیں تھا لیکن وہاں چونکہ ہندو مسلم مناقشتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں اور بعض دفعہ بہت بڑھ جاتی ہیں یعنی ہندو اور مسلمانوں کے درمیان نفرت پھیلانے کے لئے باقاعدہ منظم کوششیں ہوتی ہیں۔ ملک میں کہیں فساد ہو اس کا اثر ہر دوسری جگہ پڑتا ہے۔ تو راجستھان کے علاقے میں بھی کیونکہ ہندو اکثریت میں ہیں وہاں مسلمانوں کے لئے یہ بھی ایک بڑی مشکل ہے کہ ہندوستان میں کسی جگہ فساد ہو راجستھان پر اثر پڑ جاتا ہے اور احمدی مبلغین پر بھی اثر پڑتا ہے۔ نئی جماعتیں جو قائم ہو رہی ہیں اُن پر بھی اثر پڑتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہمارے مخلصین

ہیں اور اُن کے حسنِ خلق کا اثر بھی بہت ہے۔ چنانچہ ابھی تازہ فسادات کے بعد کی جو رپورٹیں ملی ہیں اُن سے یہ معلوم کر کے اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر ادا کرنے کی توفیق ملی کہ کسی احمدی کو نقصان نہیں ہوا بلکہ بعض فساد زدہ علاقوں کے ہندوؤں نے احمدیوں کی تائید کی اور اس علاقے کے مسلمان اس وجہ سے بچ گئے کہ احمدیوں نے اسلام کی جو صورت وہاں پیش کی تھی اُس میں کوئی قابلِ نفرت بات نہیں تھی بلکہ دل موہ لینے والی باتیں تھیں تو وہاں بھی خدا کے فضل سے اب وقفِ جدید کو اچھی خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ اور اس کے علاوہ دیہات میں جو روز مرہ کی تربیت کا کام ہے وہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے اور عموماً اس کی طرف نظر نہ رکھنے کے نتیجے میں بڑے گہرے نقصان قوم کو پہنچ جایا کرتے ہیں۔ ہم نے جب ہوش سنبھالی تو یہی دیکھا کہ دیہاتی احمدی جماعتیں بڑی مخلص ہیں۔ قربانی کے میدانوں میں بھی آگے اور بہت ہی جوش کے ساتھ ہر پروگرام میں حصہ لینے والی اور جلسوں میں سب سے زیادہ بلند آواز میں نعرہ ہائے تکبیر بلند کرنے والی جماعتیں۔ اس زمانے میں یہ خیال بھی نہیں ہوا کہ اندرونی لحاظ سے علمی تربیت کی ان لوگوں میں کمی ہوگی اور یہ کمی بھی آئندہ نسلوں پر اثر انداز ہوگی۔ چنانچہ ایک لمبے عرصے تک یہی تصور تھا کہ شہری جماعتوں کے مقابل پر دیہاتی جماعتیں ہر لحاظ سے زیادہ بہتر اور مخلص ہیں لیکن جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقفِ جدید کی تحریک جاری فرمائی اور یہ نصیحت کی کہ دیہاتی علاقوں میں کام کرنا ہے، شہری علاقوں میں نہیں اور وہاں تمہاری سب سے زیادہ ضرورت ہے تو اس کے پیچھے کوئی خاص الٰہی تقدیر کام کر رہی تھی۔ چنانچہ میں نے جب کام کا آغاز کیا تو سب سے پہلا کام یہ کیا کہ منظم جائزہ لیا کہ ہمارے دیہات میں کتنے فیصد نوجوان اسلام کی اس ابتدائی تعلیم سے اچھی طرح واقف ہیں جس کے بغیر انسان مسلمان نہیں بن سکتا۔ اور مسلمان کی تصویر اُبھرتی نہیں ہے۔ معمولی سا خاکہ سا دکھائی دیدے گا۔ ایک ہیولا سا کہ ہاں شاید یہ مسلمان ہیں مگر نقوش بھرنے چاہئیں۔ بغیر نقوش کے تو کوئی چیز اپنی مکمل صورت میں ظاہر نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ جب ہم نے جائزے لئے تو یہ تعجب ہوا کہ بہت سے ایسے نوجوان دیہات میں ہیں جن کو صحیح

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

بھی نہیں پڑھنا آتا اور جب اس پر تعجب ہوا تو پتہ لگا کہ باقی غیر احمدی مسلمانوں میں تو اس سے بہت بڑی تعداد ایسی ہے۔ کلمہ کا لفظ جانتے ہیں لیکن صحیح تلفظ کے ساتھ اور معانی کو سمجھتے ہوئے کہ کس طرح ادا کیا جاتا ہے اس سے ناواقف اور جب مزید جائزہ لیا گیا نمازوں سے متعلق تو پتہ چلا کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے، معمولی نہیں جس کو ساری نماز یا ترجمہ نہیں آتی یعنی نماز تو اکثر احمدی نوجوانوں کو کچھ نہ کچھ آتی تھی مگر تلفظ کی خامیاں آپ نظر انداز بھی کر دیں تو ترجمے سے ناواقف اور اگر نماز کا ترجمہ ہی نہ آتا ہو تو پھر نماز سے استفادے کا کیا سوال رہتا ہے یعنی حکم کی اطاعت تو ہو جاتی ہے مگر روز مرہ جو نماز آپ کے اندر زندگی کی نئی لہریں دوڑاتی ہے، نیا رُوحانی خون عطا کرتی ہے، نشوونما کرتی ہے اُس سے انسان محروم رہتا ہے۔ اب ماں کے پیٹ میں جنین تو ہوتا ہی ہے لیکن بعض دفعہ مردہ جنین ہوتا ہے۔ اسی کا بھی تعلق رہتا ہے اُسی خون کی نالی کے ذریعہ جو پلیسینٹا (PLACENTA) سے بچے تک منتقل ہوتی ہے لیکن وہ نالی بند ہو جاتی ہے یا کسی اور نقص کی وجہ سے وہ خون پہنچنا بند ہو جاتا ہے تو ماں کے پیٹ میں جنین تو ہے لیکن مُردہ جنین ہے۔ اسی طرح وہ لوگ جو نماز پڑھتے تو ہیں لیکن نماز کے مطالب نہیں سمجھتے اس کے آداب نہیں جانتے، اس کا فلسفہ نہیں سمجھتے، روز مرہ اس کے ذریعے خدا سے تعلق نہیں پیدا کرتے اُن کی نماز ایسی ہی ہے جیسے ایک جنین ہے جو پڑا ہوا ہے جب تک پیٹ میں ہے اُس وقت تک اُس کی حالت مخفی ہے ہم نہیں کہہ سکتے کہ زندہ ہے یا نہیں ہے لیکن موت کے بعد جب اس نے بچے کی طرح باہر آنا ہے اُس وقت پتہ چلے گا کہ اس نئی پیدائش میں اُس میں جان پڑی تھی کہ نہیں پڑی تھی۔

پس اسی پہلو سے میں گزشتہ کچھ عرصہ سے خطبات دے رہا ہوں کہ جب نمازیں پڑھتے ہیں تو زندگی حاصل کرنے کے لئے پڑھیں اور اس کے لئے

نماز کا ترجمہ آنا ضروری ہے

اس کے مطالب کا سمجھنا ضروری ہے اور مختلف پہلوؤں سے نماز کی دُنیا کی سیر کرنی ضروری ہے۔ ایک بہت بڑا جہان ہے جو روزانہ آپ پر کھلتا ہے جہاں آپ کو لے جایا جاتا ہے اور سیر کرنے کے مواقع دیئے جاتے ہیں اور بار بار یہ مواقع میسر آتے ہیں۔ بہرحال یہ وہ مصالح ہیں جن کے پیشِ نظر اس وقت ہم نے یہ جائزہ لیا کہ وقفِ جدید کے معلم کن دیہات میں پہلے کام کریں اور یہ جائزہ لینے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں سب سے زیادہ ضرورت ہوگی، جہاں سب سے زیادہ لوگ نماز کے معانی سے غافل ہوں گے۔ دیگر روز مرہ کے مسائل سے ناواقف ہوں گے وہاں وقفِ جدید کے معلمین کو پہلے بھیجا جائے گا تو اُس وقت جب سارے ملک کا جائزہ لیا گیا تو بغیر کسی ارادے کے، مجھے پہلے یہ علم نہیں تھا کہ یہ حالات ظاہر ہوں گے، بغیر کسی ارادے کے مزید جستجو کا موقعہ ملا تو ایسی ایسی باتیں دریافت ہوئیں کہ جن سے توجہ اس طرف منتقل ہوئی کہ دیہات کے علاقے بعض پہلوؤں سے اخلاص میں بہت بہتر ہوتے ہیں لیکن بعض پہلوؤں سے دین کے علم میں اتنا پیچھے رہ جاتے ہیں کہ وہ آئندہ زمانوں میں نہایت خطرناک نتائج پیدا کر سکتے ہیں۔ آپ کی آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ایک نسل آپ کے ہاتھ سے نکلتی چلی جا رہی ہے اور آپ کو پتہ نہیں لگ رہا یہاں تک کہ دین کے علم سے بے بہرہ خالی اخلاص اندھی تقلید پیدا کیا کرتا ہے اور اس کے نتیجے میں پھر مُلّائیت اُبھرتی ہے اور گدھوں کی طرح جس طرف چاہیں ایسے لوگوں کو ہانک کر لیجائیں، جو چاہیں ان کا دین بنا کر ان کو بتا دیں کہ یہ تمہارا دین ہے جو مسلک آپ کا ہو آپ ان کے ذمے لگا دیں کہ یہی تمہارا مسلک ہے۔ بغیر سوال کئے، بغیر سوچے، بغیر کسی فکر اور تدبّر کے یہ آنکھیں بند کر کے پیچھے لگ جانے والے لوگ بن جاتے ہیں تو اس پہلو سے جب میں نے اسلامی تاریخ کا جائزہ لیا تو وقفِ جدید کے ذریعے حاصل ہونے والے اعداد و شمار نے مجھے اسلامی تاریخ کے ایک پہلو سے المیہ کو سمجھنے کا موقعہ ملا اور قرآن کریم کی اس آیت کو سمجھنے کا موقعہ ملا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سے پہلے ایسی قومیں گزری ہیں یعنی یہود، جن کا دین بالآخر ایسے ہو گیا تھا جیسے گدھوں پہ کتابیں لادی گئی ہوں اور اس سے وہ صحیح استفادہ نہ کر سکتے ہوں۔ اس تمثیل میں بہت ہی گہری حکمتیں پوشیدہ ہیں اور پہلی بار اس کی گہرائی کا علم مجھے اسی زمانے میں ہوا جب میں وقفِ جدید کے سلسلے میں علاقوں کے جائزے لے رہا تھا اور دیہاتی جماعتوں کے حالات کو اعداد و شمار میں دیکھ رہا تھا، اُس وقت پتہ چلا کہ قومیں جب دین سے بے بہرہ ہونے لگتی ہیں تو ایسے علماء کے سپرد دین کا بوجھ کر دیتی ہیں جن کی اپنی حالت گدھوں کی طرح ہوتی ہے اور یہ مثال بہت ہی حسین مثال ہے۔

انسان گدھے کی پیٹھ پر دینی بوجھ لادتا ہے

جو اُس کو اُٹھانا مصیبت لگتا ہے اور محض اُٹھانے سے اُس کو کوئی لذت محسوس نہیں ہو رہی ہوتی اور فائدہ نہیں ہوتا۔ اب کتابیں تو پڑھنے سے فائدہ دیتی ہیں اور پڑھنے سے ہی لذت دیتی ہیں صرف کتابیں اُٹھائے پھرنے کا تو کوئی مزا نہیں۔ تو جب دین کی باتیں ایسی ہو جائیں کہ وہ بوجھ ہی بن جائیں نہ ان کا ذاتی علم رہے، نہ ان کے پڑھنے کا شوق رہے تو انسان جس طرح کتابوں کا ایک انبار گدھے کی پیٹھ پر لاد دیتا ہے اس طرح قومیں اپنی دینی ذمہ داریاں ان علماء کی پیٹھ پر لاد دیتی ہیں، جن کی اپنی حالت اس زمانے تک گدھے جیسی ہی ہو چکی ہوتی ہے یعنی کتابوں کا

بوجھ اٹھانے کے باوجود ان کے علم سے بے بہرہ اور ان کی معرفت سے عاری رہتے ہیں تو قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ یہود پر ایسا ہی ایک وقت آیا تھا کہ جب قوم نے اپنے دین کو بوجھ سمجھ لیا تھا اور بوجھ سمجھ کے انہوں نے بوجھ اٹھانے والے مزدور ڈھونڈے اور وہ کثرت سے ایسے علماء موجود تھے جنہوں نے اس بوجھ کو اٹھا لیا لیکن دینی لحاظ سے ان کے راہنما بھی وہ لوگ بن گئے اور جب گدھے قوم کے راہنما بن جائیں تو اس قوم کا ہلاک ہو جانا ایک منطقی نتیجہ ہے۔ پس قرآن کریم نے یہ بہت گہری مثال بیان فرمائی اور ہمیں نصیحت فرمائی کہ دیکھو پہلے ایک ایسا زمانہ گزر چکا ہے جب کہ ایک مذہبی قوم دین کے علم میں دلچسپی چھوڑنے کے نتیجے میں اس علم کو بوجھ سمجھنے لگی تھی اور جب قوم کی یہ نفسیاتی حالت ہو جاتی ہے تو جن لوگوں پر یہ بوجھ ڈالا جاتا ہے وہ خود بھی اسی نفسیاتی حالت کا شکار ہوا کرتے ہیں اور قوم سے الگ نہیں ہوا کرتے چنانچہ بوجھ تو اٹھا لیتے ہیں لیکن علم وہ کبھی حاصل نہیں کرتے اور ایسے لوگ گدھوں کی طرح ہوتے ہیں۔ وہ آیت جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں یہ ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا (سورۃ الجمعہ: ۶)

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ

ان لوگوں کی مثال جن کو تورات عطا کی گئی تھی، تورات کی ذمہ داریاں جن پر ڈالی گئی تھیں۔ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا۔ پھر وہ ذمہ داریاں ادا کرنے سے کترانے لگے اور ان ذمہ داریوں سے پیٹھ پھیری۔ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا۔ ایک ایسے گدھے کی سی مثال ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے ہو ئے ہے۔ اب اس میں ایک طرف یہ ہے کہ انہوں نے بوجھ اٹھانا چھوڑ دیا، دوسری طرف یہ ہے کہ گدھے کی سی مثال ہے جس نے بوجھ اٹھایا ہوا ہے تو کیا مطلب بنتا ہے۔ وہی مطلب بنتا ہے جو میں پہلے تفصیل سے آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں کہ قوم کو خدا تعالیٰ ذمہ داریاں کے طور پر شریعت عطا کرتا ہے، وہ بوجھ سمجھنے لگتی ہے اور اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے انکار کرتی ہے تو وہ بوجھ قوم کا ایک حصہ ضرور اٹھاتا ہے لیکن ایسے ہی اٹھاتا ہے جیسے گدھے کتابیں اٹھانے والے ہوں۔ بہر حال میں بتا رہا ہوں کہ اس زمانے میں جب وقف جدید سے منسلک ہو کر میں نے سارے پاکستان میں اور مشرقی پاکستان بھی اس وقت ہمارے ملک کا حصہ تھا جائزے لئے تو اس قسم کے ہولناک کوائف نظر کے سامنے آئے۔ اس وقت خیال آیا کہ اگر آغاز اسلام سے ہی دیہات کی طرف نظر رکھنے کے کوئی انتظام کئے جاتے تو جس طرح بعد میں اسلام فرقوں میں بٹ گیا ہے کوئی بعید نہیں تھا کہ اس کی اس ہلاکت سے مسلمانوں کو بچایا جا سکتا۔ شہروں پر عموماً لوگوں کی نظر رہتی ہے اور دیہات کو گہری نظر سے نہیں دیکھتے اور دیہات میں ہی پہلے علمی لحاظ سے کمی محسوس ہوتی ہے اور دیہات میں ہی جہالت کے نتیجے میں چند علماء پر اعتماد پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے اور سمجھا یہ جاتا ہے کہ جو کچھ یہ کہیں وہی ٹھیک ہے اور قرآن فرماتا ہے کہ اس دور کے علماء جبکہ عموماً دین میں دلچسپی کم ہو جائے خود بھی گدھوں کی طرح ہو جایا کرتے ہیں۔

پس یہ وہ المیہ تھا جس سے بچنے کے لئے وقف جدید کا آغاز ہوا۔ چنانچہ جب ہم نے دیہات کے جائزے لینے کے بعد مربیوں پر نظر ڈالی، ان کی تعداد دیکھی تو اس خیال سے وحشت ہوتی تھی کہ اتنی جائز ضرورتیں اس کثرت کے ساتھ ہیں اور ہم ان کو پورا نہیں کر سکتے ویسی ہی مثال ہے کہ ؎

کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند
کس کی حاجت روا کرے کوئی

سینکڑوں ہزاروں مطالبے تھے۔ جس گاؤں کا بھی جائزہ لیا گیا جس علاقے کا جائزہ لیا گیا ہر علاقہ پیاسا تھا۔ ہر جگہ علم کی بھوک تھی اور ایک طلب تھی کہ ہمارے پاس آدمی بھیجو، ہمارے پاس آدمی بھیجو۔ اور گنتی کے کل مبلغ جو پہلی کھیپ تھی وہ ۳۵ تھے پھر وہ ۷۵ ہوئے پھر آہستہ آہستہ ان کی تعداد بڑھنے لگی تو وقف جدید نے ایک بہت ہی اہم ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ضرورت ابھی تک باقی ہے اور اس ضرورت کا جو احساس ہے جو بعض علاقوں میں نہیں ہے۔ لیکن رفتہ رفتہ ہوتا چلا جائے گا اور یہ ایک ایسی ضرورت ہے جو دائمی ضرورت ہے۔ اس لئے وقف جدید کی تحریک کوئی عارضی تحریک نہیں بلکہ ایک دائمی تحریک ہے۔ ابھی تک پاکستان میں وقف جدید کے جتنے معلمین کی ضرورت ہے اس کا دسواں حصہ بھی ہم پورا نہیں کر سکے۔ مشرقی پاکستان جو پہلے کہلاتا تھا اب بنگلہ دیش ہے وہاں کی بھی ضرورت ہماری طاقت سے اس وقت بہت زیادہ ہے ہندوستان میں تو بہت ہی تکلیف دہ حالت ہے کیونکہ مالی لحاظ سے جماعت نسبتاً غریب ہے اور کچھ عرصے عدم توجگی کے نتیجے میں وہاں کی مالی قربانی کا معیار بھی گر گیا تھا۔ اب خدا کے فضل سے پھر بہتر ہو رہا ہے تو اس لحاظ سے جتنی ضرورت ہے اس کے مقابل پر ہم ضرورت پورا کرنے کے لئے بہت کم مواد رکھتے ہیں۔

مبلغین کے لحاظ سے بھی بہت کم تعداد ہے اور اموال کی ضرورت کے لحاظ سے بھی ایک عرصے تک بہت کمی محسوس ہوتی رہی۔ افریقہ جا کر آپ دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ خدا کے فضل سے بعض علاقوں میں بہت تیزی کے ساتھ جماعتیں پھیل رہی ہیں لیکن جماعتوں کے پھیلنے کا یہ مطلب تو نہیں کہ ہم نے اپنے مقصد کو حاصل کر لیا۔ مقصد کا آغاز تو پھیلنے کے بعد ہوتا ہے جب کوئی علاقہ احمدیت کو قبول کر لیتا ہے تو اس علاقے میں روحانی انقلاب برپا کرنا احمدیت کا کام ہے۔ اگر قبول نہیں کرتا تو وہ کام ہی شروع نہیں ہوتا اس لئے

پھیلنا آخری مقصود نہیں ہے

بلکہ پھیلنا آخری مقصود کی طرف پہلا قدم اٹھانے کا ایک ذریعہ ہے پس پر سارے افریقہ کے علاقے جہاں کثرت کے ساتھ جماعتیں پھیلی ہیں وہاں اب وقف جدید کی قسم کی تحریکوں کے خاموش مطالبے ہو رہے ہیں یعنی بزبان حال وہ علاقے کہہ رہے ہیں کہ یہاں بھی وقف جدید جاری کی جائے۔ انشاء اللہ وقت آئے گا کہ دنیا کے ہر ملک میں یہ تحریکیں جاری ہوں گی اور وقف جدید کے ذریعے دیہاتی جماعتوں کی علمی، روحانی ضرورتیں پوری کی جائیں گی۔

اب میں آپ کے سامنے مختصراً گزشتہ سال کے یا سال رواں کے مالی کوائف رکھتا ہوں۔ اس ضمن میں میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ چند سال پہلے غالباً پانچ سال پہلے میں نے باہر کی دنیا کے لئے بھی وقف جدید کے چندے میں شامل ہونے کی اپیل کی تھی اور یہ گزارش کی تھی کہ اگرچہ اب تک یہ تحریک پاکستان تک محدود رہی ہے اور بعد میں بنگلہ دیش بھی اس میں شامل سمجھا جانا چاہیئے۔ کیونکہ پہلے وہ پاکستان ہی تھا اور پھر ہندوستان میں بھی۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان میں جتنی ضرورت ہے اتنا روپیہ ہندوستان نہیں دے سکتا۔ اس لئے باہر کی جماعتیں چندوں میں شامل ہو جائیں اگرچہ ان کے اپنے اپنے ملکوں میں وقف جدید کا کام بے شک شروع نہ ہو مگر چندوں کی برکت میں وہ شامل ہو جائیں اس سعادت میں شامل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت نے بہت ہی مثبت جواب دیا اور

تقریباً 25 ملک ایسے ہیں جن میں خدا تعالیٰ کے فضل سے باقاعدہ وقف جدید کا چندہ آنا شروع ہو گیا۔

اس سال جب ہم نے جائزہ لے کر پہلے دس ممالک کی فہرست تیار کی کہ جو وقف جدید کی قربانی میں اوّل، دوم، سوم، دس تک آئے ہیں تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ جو منی کی جماعت جو تحریک جدید

میں بھی اوّل تھی' وقفِ جدید میں بھی اوّل رہی ہے اور پاکستان کو میں اس میں شامل نہیں کر رہا۔ پاکستان تو خدا کے فضل سے اپنی اوّلیت کو ہر پہلو سے برقرار رکھے ہوئے ہے اور ابھی تک دُنیا کا کوئی ملک ایسا نہیں جو ثباتِ قدم کے لحاظ سے یا آزمائشوں پر رضا اور صبر کے ساتھ پورا اُترنے کے لحاظ سے' قربانیوں کے لحاظ سے اور کثرت کے ساتھ باخدا انسان پیدا کرنے کے لحاظ سے پاکستان کے مقابل پر ہو۔ پاکستان کی وہ اوّلیت جو ہندوستان سے ہجرت کے بعد اس کو عطا ہوئی وہ بفضلہٖ تعالیٰ ابھی تک قائم ہے تو آئندہ جو میں اعداد و شمار آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس میں آپ پاکستان کو شامل نہ سمجھیں' اُس کے علاوہ کے اعداد و شمار ہیں۔ جرمنی اوّل رہا ہے اور تحریکِ جدید میں بھی اوّل تھا اور خوشی والا تعجب اس بات پر ہے کہ ہندوستان دوسرے نمبر پر آگیا ہے۔ گو باقی اُمور میں مختلف قسم کے جو چندے ہیں ان میں ہندوستان کا نمبر بہت پیچھے ہے لیکن وقفِ جدید میں خدا کے فضل سے ہندوستان اس وقت دُنیا کی جماعتوں میں دوسرے نمبر پر آگیا ہے۔ تحریکِ جدید میں ہندوستان کی پوزیشن چھٹے نمبر پر تھی۔ برطانیہ تیسرے نمبر پر ہے۔ اور امریکہ چوتھے نمبر۔ برطانیہ تحریکِ جدید میں دوسرے نمبر پر تھا تو ایک سیڑھی نیچے اُترا ہے وقفِ جدید کے معاملے میں اور اسی طرح امریکہ نے بھی اور کینیڈا نے بھی یہی نمونہ دکھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک شعر اس کا برعکس مضمون دکھاتا ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ

سے ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

لیکن یہاں معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اور کینیڈا برطانیہ کو مخاطب کر کے کہہ رہا ہے کہ تیرے گھٹنے سے قدم آگے گھٹایا ہم نے ایک قدم تو اُترا ہے تو ہم بھی ایک ہی قدم اُترے ہیں تو تحریکِ جدید کے مقابل پر وقفِ جدید میں جو مثال برطانیہ نے قائم کی وہی امریکہ نے اختیار کی اور کینیڈا نے بھی۔ اور انڈونیشیا نے بھی۔ کافی دور دور تک آپ کے نمونے کے اثر پہنچے ہیں اور ماریشس بھی اسی طرح اسی نمونے پر ہے۔ یعنی سارے ایک ایک سیڑھی نیچے اُتر گئے ہیں۔ لیکن ایک خوشی کی بات یہ ہے کہ ناروے جو آٹھویں نمبر پر ہے اس کا پہلے تحریکِ جدید میں کہیں کوئی شمار ہی نہیں تھا۔ یہ بھی جس طرح DARK HORSE ہوتا ہے گھُڑ دوڑ میں' ایک نامعلوم -UNSEED ED PLAYER.- کی طرح اچانک وقفِ جدید میں ایک پوزیشن حاصل کر گیا ہے اور ڈنمارک بھی اسی طرح تحریکِ جدید کے مقابلے میں شامل نہیں ہو سکا تھا لیکن نویں نمبر پر آگیا ہے اور ہالینڈ دسویں نمبر پر ہے۔ پہلے بھی دسویں نمبر پر تھا اس نے اپنی پوزیشن برقرار رکھی ہے۔

جہاں تک فی کس چندہ دینے کا تعلق ہے' تحریکِ جدید میں جاپان خدا کے فضل سے دُنیا کے سب ممالک میں آگے تھا'

اب سوئٹزرلینڈ نے یہ پوزیشن حاصل کر لی ہے

یعنی وقفِ جدید کا فی کس چندہ دینے کے لحاظ سے سوئٹزرلینڈ نمبر ایک ہے' پھر امریکہ' پھر ایران' پھر جاپان' پھر ہالینڈ اور فرانس اکٹھے اور پھر فجی' پھر کینیڈا' پھر جرمنی اور دسویں نمبر پر یو۔کے ہے۔ اس پہلو سے امریکہ نے اور کینیڈا نے یو۔کے کی پیروی نہیں کی اور بچ گئے۔ کل وعدوں کا جہاں تک تعلق ہے یہ بھی میں پاکستان کے وعدے اور وصولیوں کا ذکر چھوڑ کر صرف بیرون کا کر رہا ہوں۔ سال ۱۹۸۹ء میں وعدے ۵۲۵۶۳ پونڈ کے تھے۔ اِن وعدوں میں بہت سے ایسے ممالک شامل نہیں ہیں جن سے روپیہ منتقل نہیں

ہو سکتا یا جو اپنے اعداد و شمار بہت تاخیر سے بھجواتے ہیں۔ اس ضمن میں میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہمارا شعبۂ مال خدا کے فضل سے بڑی مستعدی سے کام کرتا ہے۔ اگرچہ یہاں ہمارے شعبۂ مال تحریکِ جدید میں کوئی بھی مستقل تنخواہ دار یا تنخواہ تو ہمارے چلتی نہیں گزارا الاؤنس سمجھ لیں' گزارا الاؤنس پانے والا کارکن نہیں ہے اور صرف دو کارکن ایسے ہیں جو طوعی طور پر اور وقف کی طرح ایک خدمت بجا لا رہے ہیں مگر طوعی طور پر۔

ان میں ہمارے وکیل المال یا ایڈیشنل وکیل المال کہنا چاہئے

کیونکہ اصل وکیل المال تو ربوہ میں ہیں' ایڈیشنل وکیل المال محمد شریف صاحب اشرف ہیں اور ان کے ساتھ چوہدری محمد رفیق صاحب خدمت سرانجام دیتے ہیں' دونوں ہی خدا کے فضل سے رضاکارانہ خدمت کرنے والے ہیں لیکن ایسا عمدہ کام سنبھالا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک پورا بڑا دفتر کام کر رہا ہے اور گھڑی کی طرح باقاعدگی کے ساتھ اپنے اپنے وقت پر جو کام ہونے چاہئیں وہ شروع کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اِن کا طریق یہ ہے کہ دسمبر کے آغاز سے دو ڈیڑھ مہینے پہلے سے باقاعدہ تمام جماعتوں کو یہ خط لکھنے شروع کر دیتے ہیں کہ وقفِ جدید کا سال اختتام پذیر ہے آپ فوراً رپورٹیں تیار کریں اور دسمبر کے آغاز سے پہلے پہلے اس دفتر تک پہنچ جانی چاہئیں۔ اس پہلو سے جماعتوں کا جو ردّ عمل ہے وہ کوئی اتنا خوشکن نہیں ہے۔ لیکن گذشتہ سال کے مقابل پر پھر بھی کچھ بہتر RESPONSE یا جواب ہے۔ گذشتہ سال ۲۰ جماعتوں نے بروقت رپورٹ بھجوائی تھی اِمسال ۲۶ جماعتوں سے بروقت رپورٹیں موصول ہوئی ہیں اور جہاں تک رپورٹوں کے باقاعدہ آنے کا تعلق ہے خواہ وہ وقت پر آئی ہوں یا بعد میں تو خدا کے فضل سے

۵۲ مختلف ممالک سے گذشتہ سال رپورٹیں آئی تھیں۔

اِن ۵۲ کے اعداد و شمار پر انحصار کرتے ہوئے یہ اعداد و شمار جو میں آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں' بنائے گئے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق ایک بات یاد رکھنی چاہئے کہ کچھ اندازے ان میں شامل ہیں۔ رپورٹیں اب تک ۵۲ میں سے صرف ۲۶ کی ملی ہیں اور باقی جو رپورٹیں ہیں وہ ہم نے گذشتہ سال کے اعداد و شمار کو شامل کر لیا ہے۔ اس پہلو سے جو اعداد و شمار بنیں گے ان میں خدا کے فضل سے بہتری تو ہو سکتی ہے کمی نہیں آئے گی یعنی ۲۶ ممالک کے اعداد و شمار ہیں وہ من و عن وہی ہیں جو واقعۃً ہیں اور باقی کے متعلق اندازہ ہے کہ پچھلے سال جیسی بھی قربانی اگر وہ کریں تو اتنی وصولی ان کی طرف سے ہو جانی چاہئے۔

اِس تمہید اور تعارف کے بعد اب میں اعداد و شمار پھر دوبارہ پڑھتا ہوں سال گزشتہ' کل وعدے ۵۲۵۶۳ پونڈ کے تھے اور کل وصولی ۶۹۵۱۲ پونڈ کی تھی۔ سال ۱۹۹۰ء میں خدا کے فضل سے وعدوں میں بھی ترقی ہوئی اور ۸۶۱۸۶ کے وعدے ہوئے اور وصولی میں بھی ترقی ہوئی اور ۸۷۲۵۵ کی وصولی ہوئی۔ جہاں تک شامل ہونے والوں کا تعلق ہے گذشتہ سال یہ تعداد ۲۲۷ و ۲۳ تھی یعنی پاکستان سے باہر کے سارے دنیا کے ممالک میں ۲۲۷ و ۲۴ ایسے خوش نصیب تھے جنہوں نے وقفِ جدید کی تحریک میں حصّہ لیا۔ اِمسال ۲۱۷ و ۲۹ ہیں یعنی کسی قدر اضافہ ہے۔ پچھلے سال بچگان کی تعداد صرف ۶ ممالک سے موصول ہوئی تھی حالانکہ بچوں کے متعلق تو شروع سے ہی یہ تحریک بہت زور دے رہی ہے اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرف بہت توجہ دلائی کہ زیادہ سے زیادہ بچوں کو اس میں شامل کرنا چاہئے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ تو خلافت کے اپنے تمام عرصہ میں وقفِ جدید کی تحریک سے متعلق بڑوں کے چندوں کے مقابل پر بچوں کے چندوں میں زیادہ دلچسپی لیا کرتے تھے اور جب میں اعداد و شمار پیش کیا کرتا تھا تو پوچھا کرتے تھے کہ بچوں میں بتاؤ کتنا اضافہ ہوا۔ اس میں ایک

حکمت یہ تھی اور بہت بڑی حکمت ہے کہ

چندے سے زیادہ ہمیں اگلی نسلوں کے اخلاص میں دلچسپی ہونی چاہیئے

اگر ہم بچوں کو شروع ہی سے خدا کی راہ میں مالی قربانی کا مزا ڈال دیں اور اس کا چسکا ان کو پڑ جائے تو آئندہ ساری زندگی یہ بات ان کی تربیت کے دوسرے معاملات پر بھی اثر انداز رہے گی اور جس کو مالی قربانی کی عادت ہو وہ خدا کے فضل سے عبادتوں میں بھی بہتر ہو جاتا ہے۔ جماعت سے عمومی تعلق میں بھی اچھا ہو جاتا ہے اور یہ اس کی روحانی زندگی کی ضمانت کا بہت ہی اہم ذریعہ ہے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ مجھے ہمیشہ بچوں کے متعلق زیادہ تاکید کیا کرتے تھے اور سوال بھی یہی ہوا کرتا تھا کہ

بتاؤ بچوں میں کتنوں نے حصہ لیا ہے۔

بعض دفعہ ہم اپنی ضرورت پوری کرنے کے لئے بعض دوستوں سے بڑے بڑے چندے لے لیا کرتے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو میں نے کبھی اس پر زیادہ راضی ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ یہی کہا کرتے تھے کہ بجائے اس کے کہ بعض لوگوں سے زیادہ لو، زیادہ لوگوں سے کم بیشک لو لیکن زیادہ لوگوں سے لو چنانچہ اسی لئے میں نے بھی ہمیشہ یہی زور دیا ہے کہ زیادہ تعداد میں احمدی شامل ہوں اور خصوصیت سے بچے تو امسال میں یہی توجہ دلاتے ہوئے اپنے اس خطاب کو ختم کرتا ہوں کہ خدا کے فضل سے اگرچہ بیرونی جماعتیں بغیر کسی مرکزی محنت کے از خود وقف جدید کے چندے میں دلچسپی لے رہی ہیں اور دن بدن آگے بڑھ رہی ہیں لیکن اس سال اسی بات پر بہت زور دیں کہ شامل ہونے والوں کی تعداد بڑھائی جائے اور اگلی نسل کے زیادہ سے زیادہ بچے بے شک کم سے کم دیں مگر وقف جدید میں ضرور شامل کرلئے جائیں۔ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نسلوں کے دین کی، ان کے اخلاص کی بھی حفاظت ہوگی اور ان کی ضمانت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے اور بڑھتے ہوئے اور مزید ابھر کر نظر کے سامنے آتے ہوئے دینی تقاضوں کو پورا کریں اور خدا کی رضا کے مطابق ان کو پورا کرسکیں۔

اس وقت تک وقف جدید کی کل آمد ۲۷ لاکھ روپے

ہے اس سے کچھ زائد ہوچکی ہے اور یہ ۳۳ واں سال ہے۔ تحریک جدید کے ۳۳ ویں سال میں کل آمد کیا تھی۔ اس کا ابھی ہمیں علم نہیں لیکن غالب خیال یہی ہے کہ تحریک جدید کے ۳۳ ویں سال میں کل آمد اس سے کم تھی۔ اس لحاظ سے اگرچہ شروع میں یہ تحریک بہت پیچھے تھی تحریک جدید کے مقابل لیکن بعد میں اس کا قدم تیز تر ہوگیا ہے۔ تو جب اعداد و شمار آئیں گے تو پھر آئندہ میں آپ کو بتادوں گا کہ وہ موازنہ کیا ہے لیکن بہرحال ایک کروڑ کا ٹارگٹ اب ہمیں اپنے سامنے نظر آرہا ہے۔ اگر ہم افراد کی تعداد بڑھا کر ایک کروڑ کا ٹارگٹ حاصل کرلیں تو ایک دل کو بہت ہی مطمئن کرنے والی بات ہوگی اور ایمان افروز بات ہوگی کہ وقف جدید کی تحریک جو بظاہر معمولی سی تحریک کے طور پر جاری ہوئی تھی وہ خدا کے فضل سے اس تیزی کے ساتھ ترقی کررہی ہے کہ صرف اسی تحریک کا سالانہ وعدہ ایک کروڑ روپے تک پہنچ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دعاؤں کے ذریعے بھی مدد کریں کیونکہ دنیا میں کوئی دینی تحریک صحیح معنوں میں پنپ نہیں سکتی اور بارآور نہیں ثابت ہوسکتی جب تک آسمان سے اس کو پھل نہ لگیں اور آسمان سے پھل دعاؤں کے ذریعہ ہی حاصل کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔"

محترم چوہدری سعید احمد صاحب درویش قادیان کا اندوہناک سانحۂ ارتحال

مکرم چوہدری صاحب مرحوم ایک متدین، خوش طبع و خوش وضع پُر خلوص شخصیت کے مالک دعاؤں میں خصوصی شغف رکھنے والے باجماعت نمازوں کے پابند، نیک کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے خلافت احمدیہ کے فدائی ایک باوفا احمدی تھے جو تقریباً ستر سال کی عمر میں چلتے پھرتے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۲۰ر جنوری ۱۹۹۱ء اچھے بھلے دوپہر کا کھانا تناول فرمانے کے معاً بعد مرحوم پر دل کا حملہ ہوا۔ مقامی طور پر طبی امداد پہنچائی گئی۔ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق اسی وقت بذریعہ کار بٹالہ کے ہسپتال میں پہنچایا گیا چیک اپ کروانے پر معلوم ہوا کہ دل کو کافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ فوری طور پر بذریعہ کار امرتسر پہنچایا گیا وہاں پہنچنے کے بعد آپ بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ اِلَّا الْمَوْت (الحدیث)۔

ع — غنا کا ہے یہ مقام کسی کو بقا نہیں

مرحوم چوہدری صاحب کی نعش اسی رات بذریعہ کار قادیان پہنچائی گئی۔ اور جیسا کہ قبل ازیں بدر کے ۲۴ر جنوری کے شمارہ میں اطلاع دی جاچکی ہے کہ مرحوم کی نماز جنازہ اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ۲۱ر جنوری کو عمل میں آئی۔

مرحوم چوہدری صاحب واقفِ زندگی اور اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ آپ کا آبائی وطن موضع پوالا مہاراں ضلع سیالکوٹ تھا۔ B.A. Hon. تک تعلیم تھی۔ ۱۹۴۷ء کے نامساعد حالات میں مرکز سلسلہ کی خدمت کے لئے قادیان آئے۔ اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ ۱۹۵۰ء میں مرحوم کی شادی محترم سیٹھ خیرالدین صاحب مرحوم آف لکھنؤ کی صاحبزادی محترمہ طاہرہ بیگم صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کو پانچ بیٹیاں اور تین بیٹے عطا فرمائے۔ چھوٹے بیٹے کے سوا باقی سب بچے اللہ تعالیٰ کے فضل سے شادی شدہ ہیں۔

مرحوم کو بطور نگران وصدر حلقہ بیرون درویشان، محاسب، نائب ناظر بیت المال، ایڈیشنل ناظر بیت المال، ناظر امور عامہ اور ایڈیشنل ناظر جائیداد وغیرہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کا موقعہ ملتا رہا۔ مرحوم کے والد صاحب چوہدری فیض احمد صاحبؓ اور دادا جان چوہدری غلام احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔

ادارہ بدر اس اندوہناک سانحہ ارتحال کے موقعہ پر جملہ پسماندگان اور متعلقین کی خدمت میں اظہار تعزیت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور ہر طرح سے حامی و ناصر ہو۔

بُلانے والا ہے سب سے پیارا ★ اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

(ادارہ)

درخواست ہائے دُعا

• — مکرم حسن محمود خاں صاحب مقیم کینیڈا اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کی خیر و عافیت صحت و سلامتی۔ خیر و برکت کے لئے • — محترمہ بہن نعیمہ کوکھر صاحبہ مقیم لندن ایک مقدمہ کی وجہ سے پریشان ہیں۔ ان کی اس پریشانی کی دوری اور ہر قسم کے ابتلاء سے محفوظ رہنے کے لئے • — مکرم احمد منیر خواجہ صاحب مقیم جرمنی صحت و عافیت اور کاروبار میں خیر و برکت کے حصول کے لئے • — محترمہ آمنہ بیگم صاحبہ اہلیہ ماسٹر نور احمد صاحب مرحوم آف کوریل نے اعانت بدر میں اور دیگر مدات میں مبلغ ۱۵۰ روپے ادا کرکے صحت و تندرستی اور بزرگوں کا صدقہ و دیگر ترقیات کے لئے قارئین بدر سے دعا کی درخواست کی ہے۔ (ادارہ)

حضرت مصلح موعودؓ اور علوم باطنی

از مکرم مولانا عبد السمیع خان صاحب استاذ الحدیث جامعہ احمدیہ ربوہ

ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔
(الحدید - ۴)

اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک عظیم فرزند کی خبر دی اور اسے ان تمام صفات اور انوار سے مزین کرنے کا وعدہ فرمایا جو عصر حاضر میں غلبہ حق کے لئے ضروری ہیں ۔ یہ دور علمی ترقیوں اور فکری بلندیوں کا دور ہے ۔ اور دجالی طاقتیں علوم جدیدہ کو زور آور حملوں کے ساتھ اسلام کی بیخ کنی کے لئے بروئے کار لا رہی ہیں ۔ اس لئے مصلح موعودؓ کی فاتحانہ شان کا ایک دروازہ علمی دنیا کی طرف بھی کھلتا ہے ۔ چنانچہ کل عالم کے تمام اہل فکر و دانش کو ان کے تمام علوم سمیت اسلام اور قرآن کے سامنے جھکانے اور ان کی عظمت و حقانیت کے اعتراف پر مجبور کرنے کے لئے مصلح موعودؓ کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ

" علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا ۔"

علوم باطنی سے مراد وہ علوم ہیں جو خالصۃً خدا تعالیٰ کی طرف سے سکھائے جاتے ہیں ۔ ان کا مہبط ظاہری حواس نہیں بلکہ قلب انسانی ہوتا ہے ان کا حصول کسی جدوجہد اور ریاضت سے قطع نظر محض عطائے ربانی کے طور پر ہوتا ہے ۔ اور یہ علوم ظاہری علوم کے برعکس اہل اللہ سے خاص ہوتے ہیں ۔ باطنی علوم کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفت علیم اور الباطن سے ہے ... جس کے ظہور کا طریق اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے ۔

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ ۔
(الانعام ۱۰۴)

نظریں اس تک پہنچنے سے کوتاہ ہیں مگر خدا خود نظروں تک پہنچ کر جلوہ نمائی کرتا ہے ۔ اس طرح مخفی راز دل سے پردہ اٹھتا ہے ۔ انسان کو خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کے متعلق نیا عرفان عطاء ہوتا ہے اور دوسری طرف یہ علوم اس بندہ عالی کے مقرب بارگاہ الٰہی ہونے کی گواہی دیتے ہیں ۔ جیساکہ فرمایا ۔

اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ
(الواقعہ ۷۸ تا ۸۰)

یعنی عالم روحانی کے اسرار پر صرف مطہرین کو اطلاع دی جاتی ہے پس مصلح موعودؓ کو علوم باطنی سے پر کئے جانے کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خود اسے اپنے مخصوص علوم سکھائے گا ۔ جو دین کے غلبہ کے لئے ضروری ہیں اور اس میں کسی دوسری ہستی کا یا کسب کا کوئی دخل نہ ہوگا جیساکہ رؤیا میں آپ کی زبان پر جاری کیا گیا کہ " میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کیساتھ پلائے گئے تھے " ۔ اس کا نظارہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک رؤیا میں اس طرح کیا کہ آپ کو اپنے ایک مثیل کی شبیہہ دکھائی گئی جو سبز پوشاک میں ملبوس تھا ۔ سبز اشتہار کے مصداق فضل عمرؓ کے متعلق یہ رؤیا اسی قسم کا تھا ۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو ایک طویل قمیص پہنے ہوئے دیکھ کر علم مراد لیا تھا ۔ اور جس طرح حضرت عمرؓ کو رؤیا میں دودھ کا پیالہ پلا کر علم و معرفت سے لبریز کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا تھا ۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کو بچپن میں الٰہی نور دکھایا گیا جو زمین سے آسمان تک محیط تھا ۔ اس نور میں سے ایک ہاتھ نکلا ۔ جس نے دودھ کا پیالہ حضور کو پکڑایا اور حضور نے وہ دودھ پی لیا ۔ آپ فرماتے ہیں ۔

" اس وقت یکدم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کا واقعہ میری آنکھوں کے سامنے آگیا جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی دودھ کا پیالہ پلایا گیا تھا جب دودھ میں نے پی لیا تو معًا میری زبان سے نکلا کہ اب میری امت کبھی گمراہ نہ ہوگی ۔"
(الفضل ۱۰ ؍ مئی ۱۹۴۴ء)

حضور ۵۵ سال کی عمر تک اس روحانی دودھ سے تشنگان معرفت کو سیراب کرتے رہے اور وہ وقت آگیا کہ خدا تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعے آپ کو پیشگوئی مصلح موعودؓ کا مصداق ہونے کی بشارت دی اور اس رؤیا میں علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے والی علامت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کی زبان سے کہلوایا ۔

" میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے ۔"
الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء

اس خدائی تفہیم اور آسمانی مہر صداقت ثبت ہو جانے کے بعد آپ نے ببانگ دہل یہ اعلان فرمایا کہ

" اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے دینی علوم کی ایک بہت بنیاد قائم کر دی ہے ۔"
الفضل ۱۴ ؍ مارچ ۱۹۴۴ء

فرمایا

" میں اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ اسلام کے وہ مہتم بالشان مسائل جن پر روشنی ڈالنا اس زمانہ کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا ۔ خدا تعالیٰ نے ان کے متعلق میری زبان اور میرے قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلوائے ہیں کہ میں دعویٰ کرکے کہہ سکتا ہوں کہ ان تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے تو یقیناً دین کی تبلیغ دنیا میں نہیں کی جا سکتی ۔"
(الفضل ۱۶ ؍ فروری ۱۹۵۶ء)

مذہب کی تاریخ میں یہ ایک بہت بڑا دعویٰ ہے اور اسے ٹھوس کسوٹی پر پرکھنا چاہیئے ۔ میں نے اس مقالہ میں یہ اہتمام کیا ہے کہ اپنی طرف سے ظنی طور پر کوئی بات حضور کی طرف منسوب کرنے کی بجائے خود آپ کے دعاوی اور دعوت ہائے مبارزہ کو بنیاد بنایا جائے ۔

(۱)

معرفت باری تعالیٰ

علوم باطنی میں سب سے پہلا اور سب بڑا علم ذات و صفات الٰہیہ سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس کائنات کی تمام رنگینیاں اور نیرنگیاں شئون باری تعالیٰ ہی کے تو جلوے ہیں ۔ وہ تمام کائنات کے تمام اسرار و رموز کا خالق ہے اور اپنے ساتھ زندہ تعلق رکھنے والوں کے لئے کائنات مسخر کرتا اور دونوں جہانوں کی کنجیاں عطا کر دیتا ہے ۔ حضرت مصلح موعودؓ تو خدا کے قرب اور وحی سے مخصوص کئے گئے تھے ۔ ایک رؤیا میں بارگاہ احدیت کا منظر یوں بیان کرتے ہیں ۔

" مجھے اللہ تعالیٰ کا اس قدر قرب معلوم ہوتا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کے راز آپ ہی آپ کھلتے جا رہے ہیں ۔"
(الفضل ۱۰ ؍ مئی ۱۹۴۴ء)

بعینہٖ یہی بشارت اس پیشگوئی میں ہے جو حضرت شاہ ولی اللہ نے آنے والے موعود کے متعلق کی تھی ۔ وہ الہام کی بناء پر اسے یوسف قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں ۔

یکون شرحًا لیوسف علیہ السلام ومودیًا لحقوق شفا فیتہ وبتاحًا لاجلہ قلاع الخوارض ومسخرًا لہ اتالیہم العلوم فیمکن بہ مباشمہ وتغرلہ عینہ
(التفہیمات الالٰہیہ ؟ الخیر الکثیر صفحہ ۹۵)

یعنی وہ یوسف ثانی ہوگا وہ شفافیت کے حقوق ادا کرے گا ۔ اس کے لئے پوشیدہ معارف و اسرار کے قلعے کھول دیئے جائیں گے ۔ علوم کی کائنات اس کے لئے مسخر کر دی جائے گی ۔ اس طرح اس کا دل سکون پائے گا اور آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی ۔ اس بیشں خبری کے مطابق آپ کو

بچپن ہی سے خدا تعالےٰ کی ذات پر کامل یقین اور غیر متزلزل ایمان بخشا گیا تھا بیسیوں دفعہ آپ کو خدا تعالےٰ کی زیارت نصیب ہوئی۔ مثلاً فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے رؤیا میں منہ در منہ کھڑے ہو کر کہا ہے کہ مسیح موعود نبی تھے"۔

الفضل ۲۳؍ ستمبر ۱۵ء

اس طرح مسیح موعود کی نبوت کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل کر دیا گیا اپریل ۱۹۴۴ء تک آپ کو ۹ دفعہ رویت باری تعالےٰ نصیب ہو چکی تھی۔ خدا تعالےٰ نے اپنی ذات کے متعلق جو سچا عرفان آپ کو عطا فرمایا اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے مجھے اس مضمون کے متعلق خاص علم دیا ہے اور یہ کوئی میری ذاتی خوبی یا میرا اکتسابی علم نہیں ہے اور نہ ہی میری کوشش اور محنت کو اس میں کچھ دخل ہے یہ محض خدا کا فضل اور رحم ہے جو اس نے مجھ پر کیا ہے۔ اور مجھے ایسا علم دیا ہے کہ میں سمجھتا ہوں جو اس سے فائدہ اٹھائیں گے وہ بہت جلد اپنے اندر تبدیلی پیدا کر سکیں گے"۔

(عرفان الٰہی ص۱۸)

اس موضوع پر حضور کی کتب۔ ہستی باری تعالےٰ۔ عرفان الٰہی۔ اور ذکر الٰہی پر شوکت گواہوں کی طرح کھڑی ہیں۔ صفات باری تعالےٰ کے متعلق آپ کو بتایا گیا کہ بائبل میں تو محض رسمی ناموں کے طور پر وہ صفات بیان کی گئی ہیں اور قرآن کریم نے ان صفات کی باریکیوں کو بیان کیا ہے اور ان مضامین میں وسعت پیدا کی ہے اور ان کے راز بیان کئے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۲ ص...)

خدا اور بندہ کے درمیان تعلقات کی نوعیت مدتوں سے ایک گنجلک بلکہ ناقابل فہم مسئلہ رہی ہے۔ مصلح موعود پر یہ مسئلہ ایک لطیف رؤیا کے ذریعے حل کر دیا گیا۔ جس کو پڑھ کر انسان عش عش کر اٹھتا ہے اس رؤیا کا مضمون یہ تھا۔

بچپن میں میں نے ایک رؤیا دیکھی تھی کہ میں ایک جگہ لیکچر دے رہا ہوں اور یہ بیان کر رہا ہوں کہ خدا بندہ کے ساتھ اسی طرح تعلق رکھتا ہے جیسے انسان آئینہ سے۔ پھر کہتا ہوں کہ دیکھو اگر ایک شخص کا آئینہ خراب ہو جائے اور وہ اس میں چہرہ دیکھنا چاہے مگر چہرہ نظر نہ آئے تو وہ کیا کرے گا یہی کہ وہ اسے زور سے اٹھا کر زمین پر دے مارے گا اور اسے چکنا چور کر دے گا اور اس وقت میں نے اپنے ہاتھ میں ایک آئینہ دیکھا جسے زمین پر زور سے دے مارا اور وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور اس کے ٹوٹنے کی زور سے آواز آئی میری اس خواب کی یہی تعبیر تھی کہ بندہ کا دل اللہ تعالےٰ کا آئینہ ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی صفات جلوہ گر ہوتی ہیں اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے اور بندے کے درمیان خود کسی کو کھڑا کرے اور اگر کوئی خود آ کھڑا ہو تو اللہ تعالیٰ اسے سخت ناپسند کرتا ہے۔ نبی کی اطاعت کا حکم دینے کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی آئینہ پر گردہ ڈال دے یا اسے سیاہ کر دے۔ یہی لوگ آئینہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صاف کر کے ہمیں خدا کے سامنے کرنیوالے ہیں کیونکہ انہوں نے خاص قربانی اور خاص اطاعت سے اس طریق کو معلوم کر لیا ہے جس سے انسان خدا تعالےٰ تک پہنچ سکتا ہے وہ ہمیں راستہ بتاتے ہیں اور ہم ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ لیکن شرک ایک روک ہے جو خدا اور بندے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔

(ہستی باری تعالےٰ ص۱۱۳)

شرک کے ضمن میں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صدیوں سے علماء اس بات پر سر کھپاتے رہے ہیں کہ شرک کیا ہے اور اس کی کوئی جامع تعریف نہیں کی جا سکی۔ حضور نے شرک کی تمام صورتوں کو دس قسموں میں تقسیم کر کے یہ لاینحل مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل کر دیا ہے۔ شرک تمام گناہوں کی جڑ بھی ہے اور اکبر الکبائر بھی۔ اس کے متعلق تفصیلی علم کے بعد آپ کو اس سے چھوٹے والے تمام گناہوں اور ان کی حقیقت پر بھی حیرت انگیز اطلاع دی گئی۔ فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ گناہ کے مسئلہ کے متعلق اس وسعت کے ساتھ مجھے علم دیا گیا کہ میں اس کا خیال کر کے حیران ہو جاتا ہوں کہ کس عجیب طریق سے کوتاہیوں اور غلط کاریوں کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔

(ملائکۃ اللہ ص۲۰)

(۲) جسمانی اور روحانی بیماریاں

مثلاً یہ مضمون بہت ہی شاذ کے طور پر سامنے آتا ہے کہ روحانی اور جسمانی بیماریوں کا آپس میں کیا تعلق ہے۔ حضور کو بڑی وسعت کے ساتھ یہ علم عطا کیا گیا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"دنیا میں آج تک اس بات کو بہت کم سمجھا گیا ہے بلکہ انبیاء اور اولیاء کو علیحدہ کر کے میں کہہ سکتا ہوں کہ اور کسی نے سمجھا ہی نہیں کہ گو بہت سی بدیاں ایسی ہیں جو شرعی بدیاں ہیں۔ لیکن ان کا ارتکاب کرنے والا کسی شرعی گناہ کا مجرم نہیں ہوتا بلکہ وہ کسی جسمانی بیماری کا مریض ہوتا ہے۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق مجھے خاص علم دیا ہے اور میرا ارادہ ہے کہ اس پر مفصل لکھوں اور جب یہ علم کامل ہو جائے گا اس وقت بعض لوگ جو اب روحانی بیمار کہلاتے ہیں اپنے علاج کے لئے جسمانی ڈاکٹروں کے پاس جایا کریں گے۔ اس وقت بعض بڑے بڑے ڈاکٹروں کی توجہ اس طرف ہو رہی ہے لیکن تاحال ان کی تحقیقات عالم طفولیت میں ہے۔ مگر اس بارہ میں مجھے جو علم دیا گیا ہے وہ ایسا وسیع ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ان لوگوں کی تحقیقات سے بہت وسیع ہے .... خدا تعالےٰ نے وسیع طور پر مجھے یہ علم دیا ہے اور میں نے اس کے متعلق تحقیقات کی ہے جس سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ شرعی گناہوں کی ایسے رنگ میں تقسیم ہو سکتی ہے کہ فلاں قسم کا گنہگار ڈاکٹر کے پاس جانا چاہیئے اور فلاں قسم کا بزرگ کے پاس۔

(عرفان الٰہی ص۳۵)

اخلاقیات کے موضوع پر آپ کی تصنیف منہاج الطالبین ایک شاہکار کا درجہ رکھتی ہے۔ جو ایک رؤیا کے نتیجہ میں لکھی گئی۔ اور القائی طور پر اس کے مضامین آپ کے قلب مطہر میں ودیعت کئے گئے۔

(منہاج الطالبین ص۲۲)

ہستی باری تعالےٰ سے تعلق رکھنے والے دوسرے غیبی امور پر بھی آپ کو عرفان عطا کیا گیا۔ ملائکۃ اللہ اور تقدیر الٰہی سے متعلق آپ کی جامع اور لطیف کتب اپنے مضمون پر مستند اور اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جنت دوزخ اور روح یہ تمام غیب آپ کے لئے حاضر بنا دیئے گئے تھے۔ اس سلسلے میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام مشہور عام کتاب ہے۔ آپ نے شیطان سے کشتی کی اور خدا کی مدد سے اس کو شکست بھی دی

(احمدیت کا پیغام ص۱۱)

(۳) علم قرآن

قرآن کریم کتاب مکنون بھی ہے اور اللہ تعالےٰ کی صفت الباطن کا سب سے بڑا ماخذ اور منبع ہے کیونکہ اس کے ذریعہ خدا تعالےٰ کی وہ عظیم تجلیات اور صفات ظاہر ہوئیں جو اس سے پہلے اہل دنیا سے مخفی تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کا قرآن کریم کے ساتھ چولی دامن کا تعلق تھا اور اس کے معارف خاص طور پر آپ پر کھولے گئے۔ اس سے قبل جو باطنی علوم بیان ہوئے ہیں وہ بھی قرآن کریم سے ہی مستنبط اور مستفاض تھے۔ مگر اس عنوان کے تحت تفسیر قرآنی کے ضمن میں بعض مخصوص امور بیان کرنا مقصود ہیں حضرت مصلح موعودؓ کو خدا تعالےٰ نے زمانہ حاضر میں معلم قرآن بنا کر بھیجا تھا اور حضور نے اس کے متعلق تحدی فرمائی۔

"اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک فرشتہ کے ذریعے مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے جس طرح کسی خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے اسی طرح مجھے قرآن کریم کے

علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کرسکوں۔"

الفضل ۱۱ر فروری ۱۹۵۰ء

فرمایا۔

وہ علم جو خدا نے مجھے عطا فرمایا اور وہ چشمۂ روحانی جو میرے سینہ میں پھوٹا وہ خیالی یا قیاسی نہیں ہے بلکہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ میں ساری دنیا کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر اس دنیا کے پردہ پر کوئی ایسا شخص ہے جو یہ دعوٰی کرتا ہو کہ خدا کی طرف سے اسے قرآن سکھایا گیا ہے تو میں ہر وقت اس سے مقابلہ کرنے کو تیار ہوں لیکن میں جانتا ہوں آج دنیا کے پردہ پر سوائے میرے اور کوئی شخص نہیں جسے خدا کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا گیا ہو۔ خدا نے مجھے علم قرآن بخشا ہے اور اس زمانہ میں اس نے قرآن سکھانے کیلئے مجھے دنیا کا استاد مقرر کیا ہے۔

(الموعود صـ۲۱۱)

فہم قرآن کی خصوصیات

حقائق و معارف قرآنی کے متعلق جو اصولی روشنی رؤیا و کشوف کے ذریعہ آپ کو عطا کی گئی اس کا خلاصہ آپ ہی کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔

۱۔ " ایک دفعہ خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ بسم اللہ ہر ایک سورۃ کی کنجی ہے یعنی ہر سورت کے ساتھ نازل ہوتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۴ صـ۵۵)

۲۔ " تربیت کا مضمون ان مضامین میں سے ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور پر سمجھائے ہیں۔"

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۳ صـ)

" میرا ترجمہ اور میری تفسیر ہمیشہ ترتیب آیات اور ترتیب سور کے ماتحت ہوتی ہے اور یہ لازمی بات ہے کہ جو شخص اس نکتہ کو مدِ نظر رکھے گا وہ فوراً یہ نتیجہ نکالے گا کہ اس ترتیب کے ماتحت نزول آیات کے کیا معنی ہیں۔"

(الفضل ۱۱ر جولائی ۱۹۴۲ء)

مثلاً سورۃ مریم میں انبیاء کی ترتیب کی حکمت بیان کر کے فرمایا۔

" انبیاء کی ترتیب کے بارے میں یہ وہ علم ہے جو خدا تعالیٰ نے صرف مجھے ہی عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ تیرہ سو سال میں جس قدر تفاسیر لکھی گئی ہیں ان میں سے کسی تفسیر میں بھی یہ مضمون بیان نہیں کیا گیا۔ اور کوئی نہیں بتاتا کہ نبیوں کا ذکر کرتے وقت یہ عجیب ترتیب کیوں اختیار کی گئی ہے۔ صرف مجھ پر خدا تعالیٰ نے اس نکتہ کو کھولا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ صـ۲۹۴)

۳۔ " قرآن کریم کے کئی بطن ہیں۔ ...... علم اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مجھے عطا فرمایا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۷ صـ۲۹۳)

۴۔ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں کسی کو کہتا ہوں کہ قرآن کریم کا ہر لفظ اور ہر زبر اور ہر زیر اپنے اندر معنے رکھتی ہے اور قرآن کریم میں چھوٹے چھوٹے فرق سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صـ۹۸)

۵۔ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ کوئی شخص مجھ سے سوال کرتا ہے کہ قرآن کریم میں مختلف مسائل کا تکرار ہوا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ میں اسے یہ جواب دیتا ہوں کہ قرآن کریم میں کوئی تکرار نہیں لفظ تو الگ رہے قرآن کریم میں تو زیر اور زبر کا بھی تکرار نہیں۔ جو زیر ایک جگہ استعمال ہوتی ہے اس کی غرض دوسری جگہ آنے والی پہلی زیر سے مختلف ہے اور جو زبر ایک جگہ استعمال ہوتی ہے دوسری جگہ آنے والی زبر سے اس کے معنی مختلف ہیں۔

(انقلاب حقیقی صـ۴۷)

۶۔ قرآن کریم کا کوئی لفظ بے مقصد نہیں ہوتا اور کوئی لفظ زائد نہیں ہوتا۔ ہر لفظ کسی خاص مفہوم اور مطلب کے ادا کرنے کے لئے آتا ہے۔

(مسیح موعود کے کارنامے صـ۹۲)

(۴)
استعاراتِ قرآنی

قرآن کریم کو وہ عظمت حاصل ہے جو دنیا کی کسی اور کتاب کو حاصل نہیں اور اگر کسی کو یہ دعوٰی ہو کہ اس کی وہ مذہبی کتاب بھی اس فضیلت کی حامل ہے تو میں چیلنج دیتا ہوں کہ وہ میرے سامنے آئے اگر کوئی وید کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے۔ اگر کوئی توریت کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اگر کوئی انجیل کا پیرو ہے تو وہ میرے سامنے آئے اور قرآن کریم کا کوئی ایسا استعارہ میرے سامنے رکھ دے جس کو میں بھی استعارہ سمجھوں پھر میں اس کا حل قرآن کریم سے ہی نہ پیش کروں تو بے شک وہ مجھے اس دعوٰی میں جھوٹا سمجھے لیکن پیش کر دوں تو اسے ماننا پڑے گا کہ واقعہ میں قرآن کریم کے سوا دنیا کی اور کوئی کتاب اس خصوصیت کی حامل نہیں۔

(فضائل القرآن صـ۴۱۸-۴۱۹)

۷۔ حروفِ مقطعات اپنے اندر بہت سے راز رکھتے ہیں ان میں سے بعض راز بعض ایسے افراد کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جن کا قرآن کریم سے ایسا گہرا تعلق ہے کہ ان کا ذکر قرآن کریم میں ہونا چاہیئے۔

(تفسیر کبیر جلد اول صـ۵۱)

ان افراد میں سے ایک خود حضرت مصلح موعودؓ بھی ہیں اور آپ کو بتایا گیا کہ کھیٰعص میں حضور کا ذکر بھی ہے۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۵ صـ۱۱)

حضرت مولوی عبد اللطیف صاحب بہاولپوری پر یہ راز کھلا کہ ان حروفِ مقطعات میں حضور کے الہامی ناموں کا تذکرہ ہے۔ اور علم الاعداد کے مطابق ان حروف میں حضور کی زندگی کے اہم واقعات کی طرف بھی اشارہ ہے۔

(مضامین لطیفہ صـ۱۴، ۱۵)

سورہ بنی اسرآئیل کی آیات عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کے متعلق مصلح موعودؓ فرماتے ہیں

" ان آیات کو مصلح موعودؓ کی پیشگوئی کیساتھ گہرا تعلق ہے"

(الفضل ۲۱ر اپریل ۱۹۴۴ء)

اس کی کسی قدر تفصیل خود حضور کے الفاظ میں یہ ہے کہ

۱۔ مصلح موعود کا نام مسیح موعود کو محمود بتایا گیا۔

۲۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ ...... والی آیت سفر پر دلالت کرتی ہے۔ مسیح موعود نے پیشگوئی مصلح موعودؓ سفر کی حالت میں فرمائی اور مصلح موعودؓ پر سفر کی حالت میں ہی اس کے مصداق ہونے کا انکشاف کیا گیا۔

۳۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کا الہام مسیح موعود کو اس پیشگوئی کے سلسلہ میں ہوا۔ اور اردو میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے۔

" یہ سب امور مصلح موعود والی پیشگوئی میں بھی پائے جاتے ہیں پس ان آیات کا مصلح موعود کی پیشگوئی کے ساتھ گہرا تعلق ہے"۔

اگلی آیات بھی ان معنوں کی تائید کرتی ہیں۔ ان اصولی اور رہنما اصولوں کے ساتھ ساتھ آپ نے الہام جلی یا خفی سے قرآن کریم کی جو جدید اور دلوں کو موہ لینے والی تفسیر رقم فرمائی اس کی سینکڑوں مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ مگر یہاں پر میں صرف قرآن کے اوّل و آخر سورۃ فاتحہ و بقرہ اور آخری پارہ کی لاثانی تفسیر کے چند جواہر سامنے لاتا ہوں۔

(۵)
سورۃ فاتحہ کی تفسیر

حضرت مصلح موعود کے علوم قرآنی سے لبریز ہونے کا آغاز آپ کے بچپن سے ہی ہوگیا تھا۔ جب ۱۸ سال کی عمر میں ایک فرشتہ نے آپ کو سورہ فاتحہ کی تفسیر رؤیا میں سکھائی اور یہ بھی بتایا کہ آج تک جتنے مفسرین گزرے ہیں انہوں نے صرف اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ تک تفسیر کی ہے۔ مگر آپ کو پوری سورہ فاتحہ کی تفسیر سکھائی گئی۔

(الموعود صـ۸۲)

اس رؤیا کا مطلب بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں۔

" اس رؤیا کی اصل تعبیر یہ تھی کہ میرے قوائے باطنیہ میں سورۃ فاتحہ کا علم خصوصاً اور فہم قرآن عموماً رکھ دیا گیا ہے جو وقتاً فوقتاً الہام باطنی کے ساتھ ضرورت کے مطابق ظاہر ہوتا رہے گا۔

(الفضل ۷ر مارچ ۴۴ء)

سورۃ فاتحہ سے مستفیض الہام باطنی سے

پھوٹنے والے بے شمار علوم میں سے چند ایک کا اجمالی بیان یہ ہے۔

ہستی باری تعالےٰ کا ثبوت۔ توحید الٰہی کا ثبوت۔ رسالت اور اس کی ضرورت۔ شریعت کاملہ کی علامات اور بنی نوع انسان کے لئے اس کی ضرورت۔ دعا، تقدیر، حشر و نشر، جنت و دوزخ۔

(احمدیت کا پیغام صفحہ ۱۱)

اسلامی نظام اور تمدن۔ اسلام کی ترقی کے راز۔

(الفضل ۷ مارچ ۴۴ء)

اسلام کی اقتصادی اور سیاسی تعلیم۔ دجالی فتنہ کی ظاہری شان و شوکت کو مٹانے والے علوم۔

(الفضل ۱۷ مئی ۴۴ء)

تمام اقتصادی نظاموں کا ابطال۔

(تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۶)

الہام باطنی کے تحت سورۃ فاتحہ سے جو باطنی علوم آپ کو سکھائے گئے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جو علوم خدا تعالےٰ نے مجھے سورۃ فاتحہ سے سکھائے ہیں ان کے ذریعہ میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہر مذہب کا ردّ اس سورۃ سے کر سکتا ہوں۔

(تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۴۷۶)

سورۃ فاتحہ سے آپ کو قبولیت دعا کے سات اصول بھی سکھائے گئے۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۱۶)

صفات الٰہیہ اور دعا کے باہمی تعلق کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میرا تجربہ ہے کہ دعا کا صحیح طریق یہ ہے کہ جس صفت سے دعا کا تعلق ہو اس کا نام لیکر دعا کی جائے ...... اگر اس صفت کو ملحوظ رکھ کر دعا کی جائے جو دعا کے ساتھ مطابقت رکھتی ہو تو انسانی دعا بہت جلد قبول ہو جاتی ہے"۔

(تفسیر جلد نمبر ۹ صفحہ ۲۶۹)

صرف یہی نہیں آپ کو دعا کا مضمون آسمان سے عطا کیا گیا تھا بلکہ آپ خود اس میدان میں صاحب تجربہ بن کر اسلام کے عظیم مجاہد کے طور پر کھڑے رہے۔ تحفہ شہزادہ ویلز میں آپ نے عیسائی پادریوں کو دعا کے مقابلہ کے لئے بلایا۔

(تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۱۴۴)

اپنی کتاب زندہ مذہب میں حضور نے دنیا کے تمام مذاہب ... کے پیشرؤں کو مبارزہ کی دعوت دی

(زندہ مذہب صفحہ ۲۹)

مصلح موعود کا علوم قرآنی سے پُر کیا جانا یہ عجیب معانی اور علامت اپنے اندر رکھتا ہے کہ وہ علوم کثرت کے ساتھ بیان کرنے کے باوجود ختم نہیں ہوتے حضور خود فرماتے ہیں۔

"ہمیشہ اسی سورۃ فاتحہ کے نئے نئے مطالب مجھے سکھائے جاتے ہیں۔ جن میں سے سینکڑوں میں مختلف کتابوں اور تقریروں میں بیان کر چکا ہوں اور اس کے باوجود وہ خزانہ خالی نہیں ہوا"۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۶)

آپ کو خبر دی گئی کہ بعض آیات بعض سورتوں کے لئے کنجیوں کی حیثیت رکھتی ہیں اور پھر ان سے آپ کو مطلع کیا گیا۔ مثلاً سورۃ بقرہ کی کلید دعائے ابراہیمی ہے۔ ربنا۔ وابعث فیھم رسولا ......

(منصب خلافت صفحہ ۷)

اسطرح سورۃ بقرہ کی تفسیر بھی آپ کو القائی طور پر سکھائی گئی۔

(تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ ۵۵)

(۶) آخری سورتیں

قرآن کریم کے آخری پارہ کی سورتیں ہمیشہ سے دُرِّ مکنون کہلانے کی مستحق رہی ہیں۔ جو اپنے حجم کے اختصار کے باوجود لا محدود مطالب پر حاوی ہیں۔ ان کو خاص طور پر مصلح موعود کے لئے حل کر کے رکھا گیا۔ چند سورتوں کے متعلق مثالیں ملاحظہ ہوں۔

"۱۷ جنوری ۴۵ء بروز بدھ میں سورۃ غاشیہ کا درس دینے کے لئے مسجد مبارک میں آیا مگر میں سورۃ فجر پر غور کر رہا تھا اسی ذہنی کشمکش میں میں نے عصر کی نماز پڑھانی شروع کی اور میرے دل پر ایک بوجھ تھا لیکن خدا تعالےٰ کی قدرت ہے کہ جب میں عصر کی نماز کے آخری سجدہ سے سر اٹھا رہا تھا تو ابھی سر زمین سے ایک بالشت بھر اونچا آیا ہوگا کہ ایک آن میں یہ سورۃ مجھ پر حل ہو گئی پہلے بھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ سجدہ کے وقت خصوصاً نماز کے آخری سجدہ کی حالت میں اثر آتا ہے نے بعض آیات کو مجھ پر حل کر دیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۸: ۴۸۵)

"قرآن کریم کی ترتیب بیسیوں آیات کے متعلق خدا تعالےٰ کی طرف سے بطور القاء مجھے سمجھائی گئیں مثلاً سورۃ بروج اور سورۃ طارق کا یہ جوڑ کہ ان میں سے ایک سورۃ میں مسیحیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور دوسری سورۃ میں مہدویت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ بھی ان مضامین میں سے ہے جو لوگوں کی نگاہ سے مخفی تھے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے میرے ذریعہ سے ان کو ظاہر فرمایا اور مجھے وہ دلائل دیئے جن سے میں اپنے اس استدلال کو پوری قوت کے ساتھ ثابت کر سکتا ہوں"۔

(تفسیر کبیر جلد ۸: ۴۸۳)

سورۃ التّین:۔ "اللہ تعالےٰ نے مجھے ان آیات کا ایک نیا علم بخشا۔ اس کے لحاظ سے یہاں نہ دو زمانوں کا ذکر ہے نہ تین کا بلکہ چار زمانوں کی خبر دی گئی ہے اور اس طرح ایک نہایت ہی لطیف مضمون بیان کیا گیا ہے۔ جو لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم کے ساتھ گہرے طور پر تعلق رکھتا ہے"۔

(تفسیر کبیر جلد ۹: ۱۶۰)

سورۃ الفیل اور سورۃ قریش کی الہامی تفسیر کی نسبت حضور فرماتے ہیں۔

"یہاں وہ مضمون آتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے اس زمانے میں صرف مجھ پر کھولا ہے اور جس کی طرف تیرہ سو سال تک مسلمانوں کی توجہ نہیں گئی۔ وہ مضمون یہ ہے کہ دو سورتیں یعنی سورۃ الفیل اور سورۃ ایلاف اس حقیقت کا اظہار کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت بلکہ آپ کی پیدائش سے بھی پہلے آپ کے دشمنوں اور دوستوں نے تیاری شروع کر دی تھی"۔

(تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۷۱)

سورۃ کوثر کے متعلق خدا تعالےٰ نے آپ پر یہ امر کھولا کہ سورۃ کوثر اس دعائے ابراہیمی کا جواب ہے جس کا ذکر سورۃ بقرہ میں آتا ہے۔

(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۱)

تفسیر سورۃ نصر سے قوموں کے عروج و زوال کا مضمون اخذ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"یہ وہ بات ہے اور میں کامل یقین سے کہتا ہوں یہ وہ بات ہے جو خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں تو بیان فرمائی ہے لیکن آج تک کسی نے اسے قرآن شریف سے سیکھ کر بیان نہیں کیا۔ مجھے خدا تعالےٰ نے سکھائی ہے اور اس بات کا موقعہ دیا ہے کہ آپ لوگوں کو سناؤں پس جو شخص اسے سنے گا اور اس پر عمل کرے گا وہ کامیاب اور بامراد ہو جائے گا"۔

(انوار خلافت صفحہ ۱۰۷)

مسلمانوں سے صرف تیس سال کے اندر خلافت راشدہ کے ختم ہو جانے اور پھر ان کے تنزل کا فلسفہ بھی آپ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے سکھایا گیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۷ صفحہ ۴۲۶)

دنیا میں امن قائم کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے لئے رہنما اصول آپ نے قرآن کریم سے بیان فرمایا۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۱۰ صفحہ ۳۱۳)

ان تمام امور کی بناء پر آپ یہ کہنے میں حق بجانب ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے مجھ پر قرآن کریم کے ایسے ایسے نکات ظاہر کئے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مستثنیٰ کر کے اس تیرہ سو سال کے عرصہ میں کسی سے ظاہر نہیں ہوئے۔

(الازھار لذوات الخمار صفحہ ۲۳۶ صفحہ ۲۳۷)

(۷) نگاہ فراست

قرآن کریم کے ساتھ گہرے تعلق کی وجہ سے آپ کے اندر یہ ملکہ پیدا کر دیا گیا تھا کہ ہر علم کے ظاہری اور باطنی حصوں پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور سچائی کو اس طرح نکھار کر پیش کرتے تھے کہ اس علم کے بڑے بڑے ماہر دنگ رہ جاتے تھے۔

(باقی آئندہ)

تحریکِ "صدقہ" برائے امنِ عالم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۸/۱/۹۱ میں امن عالم کو درپیش خطرہ اور عالم اسلام کو ہلاکت سے بچانے کے لئے خصوصی صدقات کی تحریک فرمائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"پس میں نے فیصلہ کیا ہے کہ دس ہزار پونڈ جو ایک بہت معمولی قطرہ ہے جماعت کی طرف سے افریقہ کے بھوک سے فاقہ کش ممالک کے لئے پیش کروں اور حسب توفیق ذاتی طور پر بھی پیش کروں گا۔ اور ساری جماعت بحیثیت جماعت بھی کچھ نہ کچھ صدقہ نکالے یعنی جماعت کا ایسے فنڈ ہوتے ہیں جن میں صدقات یا زکوٰۃ وغیرہ کی رقمیں ہوتی ہیں کچھ تو لازماً مقامی غریبوں پر خرچ کرنی پڑتی ہے کچھ ایسی بھی ہوتی ہیں جو اس کے علاوہ بچ جاتی ہیں۔ وہ عفو کہلا سکتی ہیں تو قرآن کریم فرماتا ہے یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو تو اس عفو کا ایک یہ بھی معنی ہے کہ جو کچھ ہمارے پاس ان مدات میں سے بچ سکتا ہے وہ بچاؤ اور غرباء کی خدمت پر بھی خرچ کرو اور اسی طرح ذاتی طور پر اگرچہ جماعت کی ساری دولت خدا ہی کی دولت ہے اور خدا ہی کی خاطر نیک کام پر خرچ ہوتی ہے لیکن ایک یہ بھی میدان خدا ہی کی خاطر خرچ کرنے کا میدان ہے پس میں کوئی معین تحریک نہیں کرتا مگر میں یہ تحریک کرتا ہوں کہ خالصۃً اس نیت کے ساتھ کہ ہمارے ان صدقوں کو اللہ تعالیٰ امن عالم کے حق میں قبول فرمائے اور مسلمانوں کے مصائب دور کرنے کے لئے قبول فرمائے اور ہماری دعائیں بھی ان دو باتوں کے لئے وقف رہیں۔ اور ہمارے صدقے بھی جس حد تک ہمیں توفیق ہے ان نیک کاموں پر خرچ ہوں اور یہ جو سارے صدقات ہوں گے یہ خالصۃً افریقہ کے فاقہ زدہ ممالک پر خرچ کئے جائیں گے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی آنکھیں کھولے جن کو قرآن نے کھُلی کھُلی نیکی کی تعلیم دی تھی لیکن اُس سے یہ آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس خطبہ کی روشنی میں صدر انجمن احمدیہ نے فوری طور پر پچاس ہزار روپے کی رقم ہندوستان کی جماعتوں کی طرف سے بطور صدقہ افریقہ کے فاقہ زدہ افراد کے لئے حضور انور کی خدمت میں پیش کر دی ہے حسب صدر انجمن احمدیہ میں اس غرض کے لئے امانت کھولدی گئی ہے۔ جماعت ہائے احمدیہ بھارت حضور انور کی اس تحریک صدقہ میں حسب توفیق رقوم بھجوا سکتی ہیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ولادت

۱۔ مکرم مقصود الحق صاحب صدر خدام الاحمدیہ جرمنی و مکرمہ عطیہ صادقہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۲/۱/۹۱ کو بیٹی سے نوازا ہے۔ سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے "عافیہ مقصود" نام تجویز فرمایا ہے۔ نومولودہ وقفِ نو میں شامل ہے جبکہ قبل ازیں ان کا ایک بیٹا رضاء الحق بھی وقف نو میں شامل ہے۔

نومولودہ محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب ربوہ کی پوتی اور محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد لندن کی نواسی ہے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو بھی نیک صالحہ خادمہ دین اور خاندان کے لئے قرۃ العین بنائے اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر دے آمین۔

خاکسار: محمد انعام غوری قادیان

۲۔ مکرم سراج احمد صاحب سراج آف بردپورہ بھاگلپور، کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۸ دسمبر سنہ ۹۰ کو بچی عطا فرمائی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچی کا نام "فریدہ سراج" تجویز فرمایا ہے اور بچی تحریک وقفِ نو میں وقف ہے۔ بچی کے نیک صالحہ خادمہ دین اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔ مکرم سراج صاحب نے مختلف مدات میں مبلغ ۵۰ روپے ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء

(ایڈیٹر)

تقاریب نکاح و شادی

(۱)۔ قادیان۔ مورخہ ۳۱/۱/۹۱ کو عزیزہ رفعت حسینہ صاحبہ بنت محترم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ قبل ازیں مورخہ ۱۲/۱/۹۱ کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان نے عزیزہ رفعت صاحبہ کا نکاح محترم سلیم احمد صاحب ناصر ابن محترم محمد شفیع صاحب آف بمبئی سے تیس ہزار روپے (۳۰،۰۰۰/-) حق مہر پر پڑھایا تھا۔ رخصتی کے روز پہلے مسجد مبارک میں محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے قائمقام امیر جماعت نے دعا کرائی اس کے بعد بارات محترم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم کے مکان پر گئی جہاں دلہا کی گل پوشی کی گئی اور تلاوت و نظم کے بعد محترم قائمقام امیر صاحب نے اجتماعی دعا کرائی۔ اگلے روز مورخہ ۱/۲/۹۱ کو محترم سلیم احمد صاحب ناصر نے دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے امیر جماعت احمدیہ و محترم منیر احمد صاحب حافظ آبادی قائمقام ناظر اعلیٰ سمیت تقریباً ۱۳۰ افراد شامل ہوئے۔ مکرم سلیم احمد صاحب ناصر نے اس خوشی کے موقعہ پر شکرانہ فنڈ میں رقم جمع کرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔ آمین

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

(۲)۔ بنارس وارانسی کینٹ مورخہ ۱۵ دسمبر ۱۹۹۰ء بعد نماز ظہر میرے بیٹے عزیزم مجیب احمد خان کا نکاح رعنا پروین بنت مکرم سلامت علی خاں صاحب بعوض گیارہ ہزار اکیاون روپے (۱۱۰۵۱/-) حق مہر پر برکان مکرم غلام محی الدین صاحب مکرم مولوی نسیم احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھا۔ اس مجلس میں کثیر تعداد میں احمدی احباب کے علاوہ غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی مبلغ سلسلہ نے موضوع خطبہ موقع کی مناسبت سے دیا اُسی دن شام کو تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی نیز مورخہ ۱۷/۱۲/۹۰ کو بوقت شام دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا اس خوشی کے موقعہ پر عزیزم نے مبلغ ۲۰۰/- روپے اعانت بدر میں ادا کئے جملہ بزرگان و احباب کی خدمت میں دینی دنیوی اعتبار سے رشتہ کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار عبدالسمیع خان صدر جماعت احمدیہ بنارس وارانسی)

(۳)۔ خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم برادرم محمود احمد پرویز انجینئر (الکٹریکل) B.H.E.L دشاکھاپٹنم (آندھرا پردیش) ابن مکرم ماسٹر محمد عبدالحلیم صاحب دیودرگی کی تقریب شادی مورخہ ۲۳/۱۲/۹۰ کو عمل میں آئی بارات بنگلور سے بھبنیشور (اڑیسہ) گئی۔ جہاں پر مکرم ڈاکٹر محمد انوار الحق صاحب کی بیٹی عزیزہ طاہرہ انوار صاحبہ کی تقریب رخصتی عمل میں آئی۔ اس موقعہ پر مکرم مولوی عبدالحلیم صاحب مبلغ سلسلہ نے موقع کی مناسبت سے اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جس کا احباب جماعت اور غیر مسلم احباب جو تقریباً ایک ہزار کی تعداد میں جمع تھے پر اچھا اثر ہوا۔ بعدہ بارات واپس بنگلور پہنچی۔ مورخہ ۴/۱/۹۱ کی شام خاکسار کے برادر محمود احمد پرویز نے بنگلور میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا جس میں کثیر تعداد میں احمدی، غیر احمدی، غیر مسلم احباب نے شرکت کی

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت و مثمر ثمرات حسنہ بنائے (آمین)

(خاکسار: کلیم احمد ناصر بی کام کارکن پریس کمیٹی قادیان)

ولادت

مکرم محمد معین الدین صاحب صدر جماعتِ احمدیہ چندا پور تحریر فرماتے ہیں کہ میری دوسری لڑکی شہناز بیگم زوجہ سراج احمد صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ چندا پور کو اللہ تعالیٰ نے ۸ جنوری ۱۹۹۱ء کو دوسری لڑکی عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے زچہ بچہ خیریت سے ہیں۔ محترم غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ چندا پور کی پوتی ہے۔ مبلغ ۱۰ روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں بچی کے نیک صالح ہونے کے لئے درخواست ہے

(ادارہ)

احمدی بچی کا اعزاز

مکرم حمید اللہ صاحب افغانی GAIN ADVISER سہارنپور اپنے علاقہ کے ایک مخلص احمدی ہیں اکثر قادیان کی زیارت کیلئے تشریف لاتے ہیں آپ کی بیٹی عزیزہ فرح خانم BA II کی طالبہ ہے آج کل میں منالال ڈگری کالج کی کیپٹن بلکہ ضلع سہارنپور کی ٹیم کی کیپٹن ہے متعدد اخبارات نے اس خبر کو شائع کیا ہے۔ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو احمدی بچی کے لئے باعث برکت بنائے

(ایڈیٹر)

درخواست دعا ۔ مکرم عبدالعظیم صاحب درویش کی صحت علیل ہے صحت کاملہ کے لئے درخواست ہے نیز موصوف کے داماد جمیل احمد صاحب اوران کے خاندان کی روحانی جسمانی ترقی کے لئے درخواست دعا ہے (ایڈیٹر)

مکّہ مکرّمہ اور مدینہ منوّرہ کی عظمت کے متعلق ایک پُرشوکت اعلان

ستمبر ۱۹۳۵ء میں ایک احراری لیڈر شیخ حسام الدین کے اس اظہار پر تبصرہ کرتے ہوئے کہ:
"اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے تو مرزائی لوگ اسکی کوئی پرواہ نہ کریں گے بلکہ خوش ہوں گے۔"
جماعت احمدیہ کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ:۔

"خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو الگ رہی ہم تو یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ خانہ کعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بدنیتی سے اپنی انگلی بھی لگائے اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں ...... بے شک ہمیں قادیان محبوب ہے اور بے شک ہم قادیان کی حفاظت کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں مگر خُدا شاہد ہے کہ خانہ کعبہ ہمیں قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اسکی پناہ چاہتے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ خُدا وہ دن نہیں لا سکتا لیکن اگر خدانخواستہ کبھی وہ دن آئے کہ خانہ کعبہ بھی خطرہ میں ہو اور قادیان بھی خطرہ میں اور دونوں میں سے ایک کو بچایا جا سکتا ہو تو ہم ایک منٹ بھی اس مسئلہ پر غور نہیں کریں گے کہ کس کو بچایا جائے۔ بلکہ بغیر سوچے کہہ دیں گے کہ خانہ کعبہ کو بچانا ہمارا اولین فرض ہے۔ پس قادیان کو ہمیں خدا تعالےٰ کے حوالے کر دینا چاہیئے۔"

آپؓ فرماتے ہیں:۔
"ہم تو سمجھتے ہیں کہ عرش سے خُدا مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کر رہا ہے کوئی انسان انکی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر ہو سکتا ہے کہ کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے تو اس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کے لئے بڑھایا جائے۔ لیکن اگر خُدانخواستہ کہیں ایسا موقعہ آئے تو اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے۔ اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح سب لوگوں سے زیادہ قربانی کرتی ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں۔ اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکّہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا خدا اس شخص کو اندھا کر دے گا اور اگر خُدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا تو جو ہاتھ اس بدبین آنکھ کو پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے۔ ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالےٰ کے فضل سے سب سے آگے ہو گا۔"

آخر میں آپ نے فرمایا:۔
"پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ اگر خدانخواستہ خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے تو احمدی خوش ہوں گے۔ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ افترا کرتا ہے۔ اور وہ ظلم اور تعدّی سے کام لے کر ہماری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے جو ہمارے عقائد میں داخل نہیں اور ہم اس شخص سے کہتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین"

(الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

درخواست دعا

• مکرم محمد ظفر اللہ صاحب ابن مکرم محمد عبد الرحیم صاحب بدر اپنے والدین اور اہل و عیال کی روحانی جسمانی ترقی کیلئے اور یہ کہ فلک نما حیدر آباد کے احمدی حالیہ فسادات میں بفضل اللہ محفوظ رہے ہیں اللہ تعالیٰ آئندہ بھی محفوظ رکھے • عزیزہ سیدہ امۃ الباسط سونگھڑہ سے اپنے والدین کی صحت کاملہ اور اہل خاندان کی خیر و برکت کیلئے • مکرم عارف احمد صاحب ساحل و اسکوڈی گاما گوا سے نئے کاروبار میں برکت کے لئے۔ • مکرم محمد احمد خان صاحب بمبئی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی صحت و سلامتی اور اپنی بیوی اور سسرال کے احمدیت قبول کرنے کے لئے۔ • مکرم امیر احمد صاحب درویش قادیان لکھتے ہیں کہ محترمہ صادقہ نصیر صاحبہ جرمنی ہسپتال میں زیر علاج ہیں صحت کاملہ کے لئے۔ • مکرم ایم کے معیدنی صاحب آف پلنگا ڈی کیرلہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ کچھ دنوں سے سانس کی تکلیف ہے شفائے کاملہ کے لئے • مکرم عبد السلام صاحب گلاؤٹھی یوپی سے اپنی والدہ محترمہ کی صحت کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے (ایڈیٹر)

دعائے نعم البدل

مکرم برادرم سید وسیم احمد صاحب عجب شیر تماپوری کارکن نشر و اشاعت قادیان کے گھر مورخہ ۱۵/۱/۹۱ کو مردہ بچہ پیدا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا جس کے نتیجہ میں اُن کی اہلیہ کی جان بچ گئی۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا کرے اور نعم البدل سے نوازے اور ان کی اہلیہ کو صحت والی عمر عطا کرے۔

خاکسار: بشارت احمد حیدر قادیان

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا فریضہ ہے۔ (مینیجر بدر)

ارشادِ نبوی ﷺ
اَرْحَامُکُمْ اَرْحَامُکُمْ
(ترجمہ)
تمہارے رشتہ دار آخر تمہارے اُولوالارحام ہی ہیں

طالبِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
۱۶- مینگولین۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خُدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
NUR®
CALCUTTA - 15.
پیش کرتے ہیں:۔
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
پیشکش
YUBA
QUALITY FOOT WEAR
بافی پولیمرز۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر:۔ ۵۲۰۶-۵۱۳۷-۴۰۲۸-۴۳